مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ عنقریب پھیرو چیچی سے تشریف لے آنے والے ہیں ؛

درس القرآن جو روزانہ مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب دے رہے ہیں۔ ۲۰ فروری کو نویں پارہ کا ہو رہا ہے

ڈاکخانہ قادیان کے تکلیف دہ رویہ سے اب حالات بہت نازک صورت اختیار کر گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ بعض نہایت ناواجب اور ناجائز کارروائیاں عمل میں آئیں ۔ خواہ مخواہ تنگ کیا گیا۔ اور نقصان پہنچایا گیا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانجات تحقیقات کے لئے آئے ۔ اعلیٰ حکام کو جلد سے جلد اس بارے میں انتظام کرنا چاہیئے ؛

مولوی یار محمد صاحب کھریپڑ ضلع لاہور مناظرہ کے لئے گئے تھے۔ جو واپس آ گئے ؛

سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

پر

لیکچر دینے والے مردوں اور خواتین کی ضرورت

۲ رجون کو تمام ہندوستان میں جلسے منعقد کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت پر لیکچر دینے کے لئے ہر جگہ کے ایسے اصحاب کی ضرورت ہے۔ جو تقریر کرنے کا ملکہ رکھتے ہوں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر لیکچر دینے کی تیاری کر سکتے ہوں۔ جو اصحاب اس مقدس کام کے لئے تیار ہوں۔ وہ جلد سے جلد اپنے نام سے سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں تاکہ انہیں لیکچر کی تیاری کے لئے نوٹ بھجوائے جائیں۔

اس مبارک کام کے لئے نہ صرف ہر فرقہ کے مسلمان اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔ بلکہ دیگر مذاہب کے تحمل پسند اور اہل علم اصحاب بھی لیکچر دے سکتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ غیر مسلم اصحاب کو خاص طور پر اس کے لئے تحریک کریں۔ اور ان کے لیکچر کرائیں ؛

خواتین بھی زنانہ جلسے منعقد کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچروں کا انتظام کریں۔ جو خواتین لیکچروں کی تیاری کرنا چاہیں۔ وہ بھی اطلاع دیں۔ تاکہ ضروری نوٹ انہیں ارسال کئے جائیں۔ گذشتہ سال خواتین نے اگرچہ بہت قلیل وقت میں جلسوں کی تیاری کی تھی۔ تاہم اکثر مقامات پر ان کے جلسے بھی بہت کامیاب اور شاندار ہوئے تھے۔ اس دفعہ ابھی سے انہیں ضروری انتظامات کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

۲ رجون کے جلسوں وغیرہ کے متعلق تمام خط و کتابت سکرٹری صاحب ترقی اسلام

اخبار احمدیہ فلسطین و شام

مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل کا مکتوب

ایک مسیحی کا مکتوب

عمان سے ایک مسیحی تحریر فرماتے ہیں۔ میں نے آپ کی کتاب:- الهداية المسنية متعدد بار پڑھی۔ میں نے آپ کے پیش کردہ دلائل کو ناقابل تردید پایا! قبل ازیں میں نے قرآن اور انجیل و تورات کا بھی مطالعہ کیا تھا۔ قرآن کے مطالعہ سے مجھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔ مگر ہمارے ملک میں حریت فکری نہ ہونے کی وجہ سے اس امر کے اظہار کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اب وہ وقت قریب آگیا ہے۔ کہ میں اس امر کا اظہار کردوں۔ ليقضي الله امرا كان مفعولا +

اس کے بعد جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی بعض شروط نیز وضو ونماز وغیرہ مسائل کے متعلق چند سوالات کئے ہیں۔ جن کے مفصل جوابات لکھ کر انہیں روانہ کردئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائے +

نئے احمدی

گذشتہ دو ہفتوں میں چھ اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ جن کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

۱۔ رشدی باکیر۔ ۲۔ حسین علی الخالد۔ ۳۔ زہریہ باکیر زوجہ رشدی باکیر۔ ۴۔ محمد علی الخالد۔ ۵۔ قعدان بن حسین زیدان ۶۔ خالد علی الخالد۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے +

امیر جماعت احمدیہ دمشق

چند روز ہوئے۔ دمشق کے ایک مشہور مسیحی وطنی لیڈر فارس بیگ الخوری نے اپنے ایک دوست کو اس کے سوال پر شرق کے تاخر و انحطاط کی وجوہات لکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا ذکر کیا۔ وہ خط اخبار میں شائع ہوگیا۔ جس پر علماء شام نے منبروں پر چڑھ کر اور اخباروں میں گالیوں کی بوچھاڑ کی۔ اور کہا تم ہوتے کون ہو۔ جو مسلمانوں کے افعال یا اسلام پر جرح کرو۔ طرفین نے ایک دوسرے کو جواب دئے۔ برادرم منیر آفندی الحصنی نے بھی اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ایک مضمون لکھا۔ جو روزانہ اخبار "الشعب" میں شائع ہوا۔ انہوں نے علمائے شام کو خطاب کرتے ہوئے لکھا۔ اغیار کے حملوں سے اسلام کو وہ ضرر نہیں پہونچا۔ جو ضرر کہ تمہاری بد اخلاقیوں سے پہونچا ہے۔ پھر اسلام جبکہ دوسروں کو اپنی طرف دعوت دیتا ہے۔ تو ان کا حق ہے۔ کہ جو بات انہیں قابل اعتراض نظر آئے۔ اس پر معقول طریق سے اعتراض کریں۔ اس کا جواب ہماری طرف سے معقولیت کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ نہ کہ گالیوں سے دوسرے کے منہ کو بند کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ غرض کہ ان کے جواب کو سب عقلاء نے پسند کیا۔ اور مجلس نواب کے تین ممبروں اور بڑے بڑے لوگوں نے ان کے مضمون کی تعریف کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ کے متعلق بھی گفتگو کی + جلال الدین شمس احمدی از حیفا ۱/۲۹ - ۲ - ۱۶

انگریزی دان اہل قلم توجہ فرمائیں

ریویو آف ریلیجنز (لنڈن) کے لئے اعلیٰ مضامین کی ضرورت

حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انگریزی خواندہ احباب کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے۔ کہ ریویو انگریزی اپنے مضامین کے لحاظ سے ان کی توجہ کا بہت محتاج ہے۔ لنڈن میں صرف دو مبلغ اپنے گوناگون فرائض کے ساتھ ریویو کے مضامین میں وہ تنوع اور جدت نہیں پیدا کرسکتے۔ جو دوسرے احباب ریویو کے اس ایڈیٹوریل سٹاف کے ساتھ تعاون کرنے سے پیدا کرسکتے ہیں +

امید ہے۔ کہ احباب اس طرف توجہ دیکر نہ صرف اس کمی کو پورا کرینگے۔ جو کہ ریویو کے مضامین میں کمی علم کی وجہ سے نظر آرہی ہے۔ بلکہ ہمارا ریویو جیسا کہ بلند پایہ کا ہونا چاہیئے۔ وہ شان اس میں نظر آنے لگیگی۔ میں امید کرتا ہوں۔ احباب جلد سے جلد اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مضامین بھیجنا شروع کردینگے + خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری۔

نواب اکبر یار جنگ بہادر کو شاندار گارڈن پارٹی

حیدر آباد دکن کے احمدی عثمانیہ سکاؤٹس کی طرف سے

نواب اکبر یار جنگ بہادر کے اعزاز میں جنہیں سلطان دکن خلد اللہ ملکہٗ نے اپنی مردم شناسی اور لطف شاہانہ سے حال ہی میں معتمدی کے اعلیٰ ترین عہدہ پر سرفراز فرمایا ہے ۸ - فروری ۱۹۲۹ء عیسوی بروز جمعہ عثمانیہ سکاؤٹس کی جانب سے ایک شاندار گارڈن پارٹی دی گئی۔ پارٹی کا انتظام مشہور تالاب گنڈی پیٹ پر جو کہ حیدر آباد سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور دار السلطنت کا مشہور تفریح گاہ ہے۔ کیا گیا۔ وقت مقررہ پر نواب صاحب تشریف لائے۔ اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی +

سب سے پہلے ایڈریس سکاؤٹ ماسٹر مولوی امجد علی صاحب نے پڑھا۔ نواب صاحب قبلہ نے ایک مختصر مگر جامع جواب ایڈریس کا دیا۔ جس میں آپ نے فرمایا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور لطف خسروانہ سے میں اس عہدہ پر سرفراز ہوا ہوں۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ معزز عہدہ عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح مجھ سے مخلوق کے لئے اور سرکار کے لئے بہتر سے بہتر کام لے۔

اس کے بعد تمام سکاؤٹس نے مل کر ایک قومی نظم پڑھی۔ پھر سکاؤٹس نے اپنے مختلف کرتب دکھائے جس سے حاضرین جلسہ نہایت محظوظ ہوئے + محمد ابراہیم ممبر سکاؤٹس (عثمانیہ)

احمدی انجمنوں کی سالانہ رپورٹیں

جیسا کہ اعلان ہوچکا ہے۔ مجلس مشاورت امسال ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء کو شروع ہوگی۔ تمام انجمنہائے احمدیہ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ اپنی اپنی سالانہ رپورٹ تیار کرکے ۱۰ - مارچ ۱۹۲۹ء تک مجھے بھیجدیں۔ تاکید ہے۔ - ناظر اعلیٰ قادیان

قابل توجہ جماعتہائے احمدیہ

نمائندگان مشاورت کا جلد سے جلد انتخاب ہو نا ضروری ہے

جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ۱۱ - جنوری کو میں نے مجلس کے نمائندگان کے انتخاب کے لئے اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کے مطابق چاہیئے تھا۔ کہ تمام جماعتوں کی طرف سے اپنے اپنے نمائندوں کے انتخاب کی اطلاع آجکی ہوتی۔ لیکن بہت کم جماعتوں نے اسوقت تک اس طرف توجہ کی ہے۔ اسلئے اس اعلان کے ذریعہ پنجاب کی جماعتوں کو بالعموم اور جماعتہائے بنگال۔ سرحد۔ یو۔ پی۔ سی پی۔ مدراس۔ بمبئی۔ بہار و اڑیسہ۔ ریاست حیدر آباد دکن۔ سندھ۔ کراچی۔ ریاستہائے میسور وجموں کو بالخصوص توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جلد سے جلد اپنے نمائندگان کے اسماء گرامی سے خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ اسوقت تک صرف ۷۵ جماعتوں کی طرف سے اطلاعات پہنچ چکی ہیں۔ ان میں سے ۶۵ جماعتیں پنجاب کی ہیں۔ اور ۵ جماعتیں سرحد کی۔ اور صرف پانچ جماعتیں دیگر صوبہ جات کی ہیں۔ ہندوستان میں جماعتہائے احمدیہ کی تعداد [illegible] خاکسار یوسف علی سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل

نمبر ۶۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ - فروری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

ہندو لڑکیوں کا وراثت سے حصہ پانے کا قانون پاس ہو گیا

کیا مسلمان اپنی لڑکیوں کو محروم ہی رکھیں گے

لیجسلیٹو اسمبلی کے ۱۲- فروری کے اجلاس میں ہندوؤں کے قانون وراثت میں تغیر و تبدل کا بل پاس ہو گیا۔ چونکہ یہ معاملہ صرف ہندوؤں سے تعلق رکھتا تھا۔ اور نہ صرف ان سے تعلق ہی رکھتا تھا بلکہ ان کے مذہب اور ہمیشہ کے طریق عمل کے بھی خلاف تھا۔ اس لئے سرکاری اور غیر سرکاری غیر ہندو ممبران اسمبلی بالکل غیر جانبدار رہے خود ہندو ممبروں کی اکثریت نے اسے منظور کیا۔ اور پنڈت مالویہ کی سی شخصیت رکھنے والے ہندو لیڈر کی پر زور مخالفت کے باوجود ۱۴ کے مقابلہ میں ۴۸ آراء کی کثرت سے منظور کیا ؛

ہمیں اس قانون کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں تفصیلات اپنے رنگ میں خواہ کتنی ہی جامع اور مکمل کیوں نہ سمجھی جاتی ہوں۔ اسلام نے جو قانون وراثت آج سے تیرہ سو سال قبل بنا دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتیں۔ بھلا جو لوگ آج اس قانون کی ضرورت کا احساس کر رہے ہیں۔ ان کا بنایا ہوا یا بنوایا ہوا قانون اس قانون سے کیا نسبت رکھ سکتا ہے۔ جسے خدا تعالےٰ نے تجویز کیا ؛

پس ہم اس پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ اسمبلی میں پاس ہونے والا قانون وراثت ہنود تفصیلات کے لحاظ سے کتنا جامع ہے اور اسلامی قانون وراثت کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ صرف اتنا بتا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ اب ہندو لڑکیاں اپنے والدین کی وراثت سے حصہ پانے سے محروم نہ رکھی جا سکیں گی۔ ویدک دھرم کے احکام ان کے لئے پہلے کی طرح روک نہ بن سکیں گے۔ گورنمنٹ انگریزی کا قانون انہیں کچھ نہ کچھ حصہ دلا سکیگا۔ اور ہندوؤں کو مجبور کر کے دلائے گا ؛

ہندو لڑکیاں خوش قسمت ہیں۔ اور انہیں حقوق دلانے کی کوشش کرنے والے ہندو لیڈر قابل مبارکباد۔ لیکن مسلمان لڑکیوں اور مسلمانوں کے متعلق ہم کن الفاظ میں اپنے رنج والم کا اظہار کریں کہ مسلم لڑکیاں خدا تعالےٰ کے قائم کردہ قانون کے باوجود اپنے جائز حق سے محروم رکھی جاتی ہیں۔ اور مسلمان یہ جانتے بوجھتے کہ اسلام نے لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دار مقرر کیا ہے۔ ان کے حقوق غصب کر رہے ہیں ؛

آج جب کہ ہندو گورنمنٹ کے ذریعہ لڑکیوں کو وراثت کا حصہ دار بنانے کے لئے قانون پاس کرا رہے ہیں۔ مسلمان فخر کے ساتھ اپنے سر بلند کر کے کہہ سکتے تھے۔ ہندوؤں نے اپنے دھرم کے نامکمل اور اسلام کے کامل مذہب ہونے کی ایک اور شہادت فراہم کر دی ہے اور وہ اپنے مذہبی احکام کو پس پشت ڈال کر ایک اور اسلامی حکم کی پیروی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن جو لوگ مسلمان کہلا کر خود اس اسلامی حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہوں۔ جو شریعت کو چھوڑ کر اس کی جگہ گورنمنٹ سے رواج یعنی ہندو دھرم کا طریق جاری کرانے کی شرمناک حرکت کے اس لئے مرتکب ہو چکے ہوں۔ کہ وہ اپنی لڑکیوں کو وراثت سے حصہ نہ دیں۔ ان کا کہاں منہ ہے۔ کہ ہندوؤں سے بات بھی کر سکیں وہ پہلے خود اسلام کے اس حکم پر عمل کر کے دکھائیں۔ پھر ہندوؤں نے اس کی معقولیت کے آگے سر تسلیم خم کر کے جو قانون پاس کرایا ہے۔ اس کا ذکر کریں ؛

اسمبلی میں جب قدامت پسند ہندوؤں نے اس قانون کی مخالفت کی۔ تو ایک ممبر نے ان کے دلوں سے ویدک دھرم کے ناروا احکام کے متعلق جذبہ اخلاص دور کرنے۔ اور ان کے جذبات رحم و ہمدردی کو اپیل کرنے کے لئے کہا :

"جناب اس قانون کے ذریعہ ہم مرنے والے شخص کے دور دراز کے مرد رشتہ دار کے وارث جائداد ہونے کی نسبت اس کے قریبی رشتہ دار اور جگر گوشوں کو ہی وارث قرار دے رہے ہیں!"

ان الفاظ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور ایک بہت بڑی تعداد قانون کی حمایت میں ہو گئی۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے مسلمانوں پر ان سے زیادہ دردناک الفاظ بھی کوئی اثر نہیں کرتے۔ جو آج تک نہ صرف دردمند مردوں بلکہ خواتین کے مونہوں سے بھی نکلے ہیں۔ ان کے جگر گوشے محروم الارث ہو کر تباہ و برباد ہوتے ہیں۔ دکھ اور مصیبت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی عزت و آبرو خاک میں ملاتے ہیں۔ مگر وہ ان کے حقوق اور وہ حقوق جو خدا تعالےٰ نے مقرر کئے ہیں۔ ادا نہیں کرتے ؛

کیا یہ شرم کا مقام نہیں۔ کہ ہندو تو اپنے دھرم کے احکام کو پس پشت ڈال کر لڑکیوں کے وراثت میں گورنمنٹ سے حقوق مقرر کرائیں لیکن مسلمان اسلام کے مقررہ کردہ حق کو گورنمنٹ کے قانون کے ذریعہ غصب کر کے بیٹھے ہوں۔ کیا کونسل اور اسمبلی کے مسلمان ممبروں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے دل میں مسلمان لڑکیوں کے متعلق جذبات رحم و ہمدردی ہوں۔ اور کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ملتی کہ مسلمان لڑکیوں کے چھینے ہوئے حقوق انہیں دلانے کی کوشش کرے۔ اگر یہی حالت ہے۔ تو بہت بڑے ماتم اور رنج کا مقام ہے ؛

وہ لوگ جو لڑکیوں کا حق وراثت ادا نہ کرنا بہت بڑا ظلم اور اسلام کے ایک حکم کی خلاف ورزی سمجھتے ہیں۔ انہیں اس سوال کو پُر زور طریق پر اٹھانا چاہئے۔ کوئی وجہ نہیں جب اسمبلی میں ہندو لڑکیوں کے متعلق ہندو دھرم کی تعلیم کے خلاف قانون وراثت پاس ہو جاتا ہے۔ تو مسلمان لڑکیوں کے متعلق اسلام نے جو قانون بنایا ہے۔ اسے جاری نہ کرایا جا سکے ؛

ایڈیٹر صاحب "انقلاب" کا اعلان

ایڈیٹر صاحب "انقلاب" نے اسی شرافت اور تہذیب سے کام لیتے ہوئے جس کی ان جیسے تعلیم یافتہ انسان سے توقع کی جا سکتی تھی۔ اس فرو گذاشت کے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیا ہے۔ جس کا ذکر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ان کی ذات سے تھا۔ صاف ہو گئی ہے۔ البتہ ایڈیٹر صاحب موصوف نے اپنے نوٹ کی آخری سطور میں جو اظہار افسوس کیا ہے۔ اس کے متعلق اتنا کہہ دینا ضروری ہے۔ کہ گلہ و شکوہ اسی سے کیا جاتا ہے۔ جس سے خلاف توقع کوئی فعل سرزد ہو۔ "انقلاب" کی دو سالہ زندگی اور اس کے روادارانہ انداز تنقید" کو ہی پیش نظر رکھ کر اس سے شکایت کی گئی تھی۔ ورنہ ایسے لوگ جو بدزبانی اور فحش نویسی کو اپنا ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہیں۔ اور غلط بیانیوں اور دروغ گوئیوں کا طومار لگانا اپنا کمال سمجھتے ہیں۔ انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے کبھی مونہہ لگانا بھی پسند نہیں فرمایا ؛

چونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے لئے خاص طور پر کوشش فرما رہے ہیں۔ اس لئے "انقلاب" جس نے ایسے اتحاد کی ضرورت اور اہمیت مسلمانوں کے ذہن نشین کرنے میں بہت کوشش کی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ کا شائع ہونا جن میں ہماری جماعت کی خواہ مخواہ دل آزاری کی گئی تھی۔ حضور کے لئے باعث تکلیف ہوا اور اس تکلیف میں چونکہ ساری جماعت شریک تھی۔ اس لئے حضور نے اپنے منشاء اور طریق عمل کا علی الاعلان اظہار فرمانا ضروری سمجھا ؛

ہمیں جناب ایڈیٹر صاحب "انقلاب" کے اعلان سے جو کسی دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ بہت زیادہ مسرت اس لئے بھی ہوئی۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان کے متعلق جس حسن ظنی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کا انہوں نے اپنے آپ کو پورا پورا اہل ثابت کیا۔ اور حسب توقع اعلان کر کے شکایت کا ازالہ کر دیا ؛

سکھ اور سوراجیہ

ہندو مسلمان ہی ہندوستان میں سوراجیہ یعنی حکومت خود اختیاری حاصل کرنے کے لئے جد و جہد نہیں کر رہے۔ بلکہ سکھ بھی اپنے آپ کو اس کا شائق بتلاتے اور اس کے حصول میں اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق حصہ لینے کا دعوےٰ رکھتے ہیں۔ لیکن خود سکھوں کو جہاں معمولی سے بھی اختیارات حاصل ہیں۔ وہاں وہ قطعاً اس بات کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ شخصی حکومت کو سوراجیہ کی شکل میں تبدیل ہونے دیں۔ چنانچہ سکھ اخبار لائل گزٹ (۱۰۔ فروری) مہاراجہ پٹیالہ کو اس بات کا اطمینان دلاتا ہوا۔ کہ کوئی سکھ ان کے اختیارات کو کم کرنے والی کسی کوشش میں حصہ نہیں لے سکتا ہے۔ لکھتا ہے:-

"کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ سکھ اس ریاست کو جمہوری حکومت میں تبدیل کر کے ہندو مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ جن کی مجموعی آبادی ریاست میں دوگنا زیادہ ہے۔ سکھ اس خیال کو بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ اس بارہ میں وہ کوئی عملی کارروائی ہونے دیں"

معلوم نہیں۔ اگر اسی دلیل کو انگریز ہندوستانیوں کو سوراجیہ نہ دینے کے لئے پیش کریں۔ تو سکھوں کی سی معقول پسند قوم اس کے جواب میں کیا کہہ سکے گی۔ سکھ جانتے ہیں۔ کہ ہندوستانیوں کی تعداد انگریزوں کے مقابلہ میں دوگنا زیادہ نہیں۔ بلکہ بیسیوں گنے زیادہ ہے۔ اگر حکمران اور قابو یافتہ قوم کو اس بنا پر کہ دوسری اقوام کی نسبت وہ قلیل التعداد ہے۔ سکھوں کے نزدیک یہ حق حاصل ہے۔ کہ ملک میں جمہوری حکومت قائم نہ ہونے دے۔ بلکہ اس خیال کو بھی برداشت نہ کرے۔ تو پھر سکھوں کو قطعاً ہندوستان میں سوراجیہ کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔ سکھوں کی معقول پسندی سے کچھ بعید نہیں۔ اگر وہ "لائل گزٹ" کی منطق کے ساتھ اتفاق کا اظہار کر دیں۔

سابق ایڈیٹر صاحب مشرق اور جماعت احمدیہ

جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر "مشرق" گورکھپور جن کی افسوسناک وفات کا ذکر ایک گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق حسن ظن کے خیالات رکھتے تھے۔ ان سے ناظرین الفضل آگاہ ہیں۔ حکیم صاحب نے اپنی زندگی میں جو آخری پرچہ مشرق کا تیار کیا۔ اور جو ان کی اچانک وفات کے بعد شائع ہوا۔ اس میں بھی ایک مضمون درج کرتے ہوئے لکھا:-

"ہندوستان میں صداقت اور اسلامی اسپرٹ صرف اس لئے باقی ہے۔ کہ یہاں روحانی پیشواؤں کے تصرفات باطنی اپنا کام برابر کر رہے ہیں۔ اور کچھ عالم بھی اس شان کے باقی ہیں جو عبدالدراہم نہیں ہیں۔ اور سچ پوچھو۔ تو اس وقت یہ کام جناب غلام احمد صاحب مرحوم کے حلقہ بگوش اسی طرح انجام دے رہے ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمان انجام دیا کرتے تھے" (مشرق ۲۲ جنوری)

یہ بصیرت بھی کسی خوش قسمت انسان کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اشارات

ہندو اور خاص کر آریہ اخبارات ہندو عورتوں کے متعلق مسلمانوں کو جس طرح مطعون کرتے رہتے ہیں۔ وہ گو نہایت ہی [illegible] جمعیت کش طریق ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ ان کے حسب دل خواہ ضرور نکل رہا ہے۔ کہ عام ہندوؤں کے دلوں میں بے گناہ و بے قصور مسلمانوں کے متعلق نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ان کے آپس کے تعلقات ایسے خوشگوار نہیں رہے جیسے کچھ عرصہ قبل تھے۔

ممکن ہے بعض واقعات اس قسم کے بھی ہوں جن میں لازم قابل سرزنش اور لائق تعزیر ہوں۔ اور کوئی قوم ایسے شریروں اور بد قماشوں سے خالی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہندوؤں کی طرف سے جن واقعات کو مسلمانوں کی طرف منسوب کر کے شور و شر مچایا جاتا ہے۔ ان کا بڑا حصہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ اگر عدل و انصاف سے دیکھا جائے تو جن پر الزام لگایا جاتا ہے۔ ان کی نسبت الزام لگانے والے زیادہ مجرم اور قصوروار ثابت ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک تازہ واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور خود آریوں کی زبانی پیش کیا جاتا ہے:-

"ایک اشارہ۔ انیس سالہ ودھوا برہمن کنیا" جو برضا و رغبت مسلمان ہو کر "ایک مسلمان" نوجوان کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ کی داستان اخبار "پرکاش" (۱۰۔ فروری) نے شائع کی ہے۔ ہندوؤں نے اسے اس بنا پر گرفتار کرا دیا کہ اس نے "۵۰۳ روپیہ کے زیورات اور نقدی چوری نکالی" ایجمانت پر رہا کرا کر اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر مرد۔ عورتیں۔ بوڑھے جوان اسے اپنے ارادہ سے باز رکھنے کے لئے زور لگانے لگے۔

"پرکاش" کا نامہ نگار جو اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ لکھتا ہے

"دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ وہ ماننے میں نہیں آتی۔ پھر اسے ایک کمرہ میں بلوایا گیا۔ ہم بہت سے آدمی وہاں موجود تھے۔ بابو مدھو سودن وکیل اس کو سمجھا رہے تھے۔ کہ تم برہمن کے گھر پیدا ہو کر مسلمان ہونا کیسے گوارا کرتی ہو۔ یہ جوانی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ آخر پچھتانا پڑیگا۔ تم تو دھرم کی پڑھی ہو۔ اور جانتی ہو۔ کہ سیتا۔ دروپدی اور دمینتی آدمی نے کتنے کشٹ اٹھا کر اپنے دھرم کا پالن کیا تھا۔ پر اس نے کوئی بھی کوئی جواب دینا ہے۔ دھرم بھی کوئی چیز ہے؟"

"اپدیش" تو بہت پُر زور تھا۔ اور جو کچھ ایک ہوشیار ہندو وکیل کہہ سکتا تھا کہہ دیا گیا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ

"ان باتوں کو سن کر وہ شیرنی کی مانند گرج کر بولی۔ کیا مجھے اپدیش کرتے ہوئے آپ کو شرم نہیں آتی۔ کیا آپ یقین کر سکتے ہیں۔ کہ

میں اپنی جوانی کو ایسے ہی کاٹ سکوں گی۔ ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھو۔ کیا ہندو دھرم میں رہ کر دبھیچار (بدکاری) کرنا اچھا ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ جائز تعلق پیدا کرنا بُرا ہے۔ کیا گربھ پات (حمل ساقط) کر کے پرمیشور کو میں اچھا جواب دے سکونگی۔ میری ماں اور بھائی مجھے مجبور کرتے ہیں۔ کہ تو اپنے جسن کی کمائی ہمیں کھلا۔ میں ایسے جیون سے تنگ آگئی۔ اور جب کوئی ہندو مجھے گھر رکھنے والا نہ ملا۔ تو میں نے یہ راستہ اختیار کر لیا۔ جس نے مجھے اس مصیبت میں مدد دی کر خود کو مصیبت میں ڈالا ہے۔ میں اُسے نہیں چھوڑ سکتی۔ جاؤ۔ مجھے تمہارے ہندو دھرم کی ضرورت نہیں"۔

اب غور کے قابل بات یہ ہے۔ کہ ان حالات میں جو ہندو نوجوان عورتیں دکھ اور تکلیف۔ بے عزتی اور بے غیرتی کی زندگی سے تنگ آ کر مسلمانوں کی پناہ میں آتی ہیں۔ اس میں ان کا کیا قصور۔ اور انہیں پناہ میں لینے والے مسلمانوں کا کیا گناہ۔ جب ہندو دھرم میں بیواؤں کے لئے سوائے ذلت اور خواری کے اور کچھ نہیں۔ ان کے فطرتی جذبات اور احساسات کی کوئی پرواہ نہیں۔ ان کی ہستی کی کوئی حقیقت ہی نہیں تو پھر انہیں خواہ مخواہ قید میں کیوں رکھا جاتا ہے۔ کیوں نہیں ان سے کلی طور پر قطع تعلق کر لیا جاتا۔ اور کیوں انہیں آزادانہ طور پر قسمت آزمائی کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔

اگرچہ ہندو اپنے مذہبی احکام کو پس پشت ڈال کر بیواؤں کی شادی کو رواج دے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی صدیوں سے چونکہ اسے "پاپ" قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے اس کا ارتکاب کرنے والوں کو برادری اور مجلسی معاملات میں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اور خاصکر دوسری شادی کرنے والی عورت تو اپنی سوسائٹی کی نگاہ سے بالکل گر جاتی ہے۔ اس لئے جن ودھواؤں کی شادی کر دی جاتی ہے۔ وہ بھی کوئی زیادہ سکھ اور چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتیں۔

اس کے مقابلہ میں اسلام نے بیواؤں کی شادی کا خاص طور پر حکم دیا۔ اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس پر عمل کیا ہے۔ اور ہر مسلمان اسے ایسا ہی پاک فعل سمجھتا ہے۔ جیسا کنواری لڑکی کی شادی کرنا۔ اور ایسی شادی کرنے والے مرد یا عورت کی عزت و توقیر میں نہ صرف ذرا بھی کمی نہیں آتی۔ بلکہ انہیں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں غیر مذاہب کی وہ بیوائیں جو مصائب و تکالیف کی زندگی سے نکلنا چاہیں اور عزت و شرافت کی زندگی بسر کرنا چاہیں۔ ان کے لئے صرف یہی چارہ کار ہے کہ اسلام کی آغوش میں آجائیں۔

مسلمانوں کا فرض ہونا چاہئے۔ کہ ایسی مصیبت زدہ بیوائیں جو برضا و رغبت اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔ ان کے لئے ہر طرح آسانی اور سہولت پیدا کریں۔ اور انہیں ان لوگوں کی یورش سے بچائیں۔ جن کے پھندے سے وہ نکلنا چاہتی ہوں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جب کبھی اس قسم کا کوئی موقعہ پیش آتا ہے۔ مسلمان نہایت لاپرواہی اور بے توجہی سے کام لیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات خوبیوں کی جامع اور تمام عیوب سے منزہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۱۵ فروری ۱۹۲۹ء بمقام پھیرو چیچی)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن شریف کی ابتدا اللہ تعالےٰ نے

الحمد للہ

سے رکھی ہے۔ یعنے شروع میں ہی بندے سے یہ اقرار کرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری خوبیوں اور تعریفوں کا جامع ہے۔ اس کے تمام احکام حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اور وہ جو کچھ اپنے بندے سے کرانا چاہتا ہے۔ یا جس بات کے کرنے کا اپنے بندے کو حکم دیتا ہے۔ وہ ضرور کسی نہ کسی خوبی پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو امور اس کی طرف سے صادر ہوتے ہیں۔ سب خیر و برکت کا موجب ہوتے ہیں۔ بعض لوگ نادانی سے ان ابتلاؤں اور تکلیفوں کو جو انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ اور کبھی بیماریوں کی صورت میں۔ کبھی مالی نقصان اور کبھی جانی نقصان کی صورت میں۔ کبھی غربت کی صورت میں۔ کبھی ناکامی کی صورت میں۔ کبھی مقصد و مُدعا کے حاصل نہ ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی

حمد کے خلاف

سمجھ لیتے ہیں۔ اور خیال کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتیں اور بلائیں بھی ہیں۔ اور لاکھوں انسان ایسے ہیں۔ جو یہ کہدیا کرتے ہیں۔ جب ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ تو دنیا میں چوری اور ڈاکہ زنی کون کراتا ہے۔ لڑائی جھگڑے کس کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ بجلیاں کیوں گرتی ہیں۔ طوفان۔ آندھیاں۔ اولے۔ برف۔ بارشوں کی کثرت۔ خشکی یعنی پانی نہ برسنے کی تکلیف۔ یہ تمام تکالیف کہاں سے آتی ہیں۔ اگر یہ ساری اللہ تعالیٰ کی ہی پیدا کردہ ہیں۔ تو اس کے یہ معنے ہوئے۔ کہ کچھ بری باتیں بھی خدا کے لئے ہیں۔ سب تعریفیں ہی نہیں۔ یہ عقیدہ ہمارے ملک کے لوگوں میں اس قدر گھر کر چکا ہے۔ کہ وہ اچھی بات تو کم ہی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن بری باتیں ساری اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر کسی کا کوئی عزیز مر جائے۔ تو وہ کہتا ہے۔ خدا کی کرنی۔ اگر کسی کو مالی نقصان پہنچ جائے۔ تو کہتا ہے۔ خدا کی مرضی۔ اگر کوئی اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ تو کہتا ہے خدا کی مرضی یہی تھی۔ لیکن اگر کوئی اچھی چیز اسے مل جائے۔ تو خدا کا نام نہیں لیتا۔ کسی کو اولاد مل جائے۔ یا اپنی یا اپنے کسی بچے کی شادی اچھی جگہ ہو جائے۔ تو کہتا ہے۔ ہم نے خوب سوچا تھا۔ اگر کسی کا بیمار اچھا ہو جائے۔ تو کہے گا فلاں ڈاکٹر یا طبیب نے کیا ہی اچھا نسخہ دیا۔ یا فلاں بڑھیا یا بڈھے نے نہایت عمدہ دوائی بتائی۔ یا یہ کہ ہمیں خود ہی کیا اچھی ترکیب سوجھ گئی۔ کہ مریض شفایاب ہو گیا۔ غرض کہ جتنی غلطیاں ہیں وہ تو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور جتنی

اچھی باتیں

ہیں۔ وہ اپنی طرف۔ شفایابی۔ کامیابی۔ ترقی یہ تو اپنے اپنے بڑوں استادوں۔ دوستوں۔ حکیموں۔ ڈاکٹروں اور وکیلوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اور جملہ بلائیں اور مصیبتیں خدا کی طرف۔ حالانکہ اگر اس

غلط عقیدہ

کو تسلیم بھی کر لیا جائے۔ جو مسلمانوں میں رائج ہے۔ کہ نیکی بدی سب خدا تعالیٰ ہی کراتا ہے۔ تب بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ بھلا برا سب اس کی طرف منسوب ہونا چاہیئے شفا اور بیماری بھی۔ مقدمہ کا ہارنا بھی۔ اور جیتنا بھی۔ مقصد میں ناکامی بھی اور کامیابی بھی۔ سب کچھ خدا تعالیٰ سے ہی منسوب ہونا چاہیئے۔ مگر حالت یہ ہے کہ مقدمہ کا ہارنا تو خدا کی مرضی پر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جیتنا وکیلوں اور دوستوں کی کوشش کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر

تقدیر کا مسئلہ

اس طرح بھی مان لیا جائے۔ جس طرح آج مسلمانوں میں رائج ہے۔ تب بھی عیب صواب دونوں خدا تعالیٰ سے منسوب ہونے چاہئیں۔ لیکن نہیں۔ لوگ عیب خدا سے منسوب کرتے ہیں۔ اور صواب اپنی طرف۔ حالانکہ قرآن کریم بتاتا ہے کہ

ساری تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اور تعریف ہمیشہ خوبی کے باعث ہؤا کرتی ہے یہ نہیں ہوتا۔ کہ کوئی شخص کسی کے بچے کو تھپڑ مارے۔ اور وہ اس کی تعریف کرے۔ کہ کیا اچھا تھپڑ مارا ہے۔ یا کسی کے بچہ کا گلا گھونٹ دے۔ اور وہ کہے سبحان اللہ! کیا اچھا گلا گھونٹا ہے۔ تو تعریف ہمیشہ اچھی بات کی ہوتی ہے۔ پس جب یہ کہا گیا کہ الحمد للہ! تو اس کے صاف معنے ہیں۔ کوئی عیب خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا میں موت بھی ہے۔ اور حیات بھی۔ آرام بھی ہے اور تکلیف بھی۔ جب عیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے شروع میں ہی بتایا گیا ہے۔ کہ ساری خوبیاں ہی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ تو پھر سوال ہوتا ہے۔

بُرائی کہاں سے آتی ہے؟

بعض پُرانے مذاہب والوں نے اس سوال کا حل یوں کیا ہے۔ کہ بدی کا پیدا کرنے والا اور خدا ہے۔ یعنے ایک اور خدا کا وجود مانا ہے۔ اس کا نام انہوں نے الگ رکھ دیا ہے۔ اور اصل خدا کا الگ۔ گویا ۲ خدا تجویز کئے ہیں۔ اہرمن اور یزدان۔ ان کے نزدیک یزدان جلاتا اور پیدا کرتا ہے۔ اور اہرمن مارتا ہے۔ گویا خدا اور شیطان کو بالمقابل لا کر کھڑا کر دیا ہے پہلے ایران میں یہی مذہب رائج تھا۔ ہندوؤں نے اس سوال کو

تناسخ کے ذریعہ

حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ موجودہ مصائب پچھلے جنم کی سزا ہوتی ہے۔ اور سزا عیب نہیں ہؤا کرتی۔ یہ مسئلہ بھی اتنا گھر کر چکا ہے۔ کہ میں نے خود کئی مسلمانوں کو یہ کہتے سُنا ہے۔ یہ تکلیف

پچھلے جنم کا نتیجہ ہے

یعنی ہندوؤں سے سُنکر وہ بھی یہ محاورہ استعمال کرنے لگ گئے ہیں اور کہتے ہیں خبر نہیں۔ کونسی جون کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے لیکن اسلام بتاتا ہے۔ خدا ایک ہے۔ اور مسئلہ تناسخ صحیح نہیں۔ اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے

ہر چیز نیکی کے لئے

پیدا کی ہے۔ اور پھر بندہ کو استعمال کے لئے دیدی ہے۔ آگے اگر وہ اس کا اچھا استعمال کرے تو وہ اچھی ہو جائیگی۔ اگر برا کریگا۔ تو بری۔ جیسے چاقو ہے۔ چاقو بنانے والے نے کسی کے قتل کرنے کے لئے نہیں بنایا۔ لیکن اگر کوئی احمق چاقو سے کسی کی جان لے لے۔ تو اس میں چاقو بنانے والے کا کوئی قصور نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے تو اسے اچھے کام کے لئے بنایا تھا۔ مثلاً اگر دنیا میں لوہا نہ ہوتا تو تالے چابیاں نہ بن سکتے۔ ہل۔ کلہاڑی۔ کبھی نہ بن سکتی۔ خدا نے تو لوہا اسی لئے پیدا کیا ہے۔ کہ اس سے ریل۔ انجن۔ مشینیں تالے اور دوسری ضروریات کی اشیاء بنائی جائیں۔ لیکن کئی نادان لوہے سے دوسرے کا سر پھوڑ دیتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا عیب نہیں۔ جس نے لوہا پیدا کیا بلکہ سر پھوڑنے والے کی اپنی شرارت ہے۔ اسی طرح

انسان بیمار کس طرح ہوتا ہے

بیماری سردی یا گرمی لگ جانے۔ دھوپ لگنے۔ غذا کی خرابی یا جسم کے

نامناسب استعمال سے پیدا ہوتی ہے جیسے اگر کوئی بہت سخت چیز دانتوں سے توڑے تو یقیناً اسکو دانتوں میں تکلیف ہوگی۔ اگر کوئی حلق کا زیادہ استعمال کرے۔ تو وہ خراب ہو جائے گا۔ اگر کوئی معدے کا زیادہ استعمال کرے۔ تو وہ کمزور ہو جائے گا۔ یا اگر کوئی ایسی چیزیں کھائے۔ جن سے جگر خراب ہوتا ہے۔ تو اس کے جگر میں نقص پیدا ہو جائے گا۔ غرض خرابی انسان کی اپنی بے احتیاطی سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً سنکھیا ہے۔ یہ پرانے بخاروں کا

بہترین علاج

ہے۔ لیکن اگر کوئی سنکھیا اصل مقدار سے زیادہ کھا کر یا جس طرح اسے تیار کر کے کھانا چاہیئے۔ اس طرح تیار کئے بغیر کھا کر مر جائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہوگا۔ کیونکہ اس نے اس کا غلط استعمال کیا۔ غرضیکہ

دنیا کی کوئی چیز

ایسی نہیں۔ جس سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے۔ سانپ اور بچھو دنیا میں کئی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتے ہیں۔ سانپ کے زہر سے کوہڑ کا بہت کامیاب علاج کیا جاتا ہے۔ اور بھی کئی پرانی اور مزمن بیماریوں کو ان کے زہروں سے فائدہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی سانپ اور بچھو کو پیدا کرنے کی یہ بھی ایک غرض ہے۔ کہ ان کے زہروں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ لیکن اگر کوئی انسان سانپ کے بل میں ہاتھ ڈال دے۔ یا ایسی جگہ رہے۔ جہاں سانپ رہتے ہیں۔ مگر احتیاط نہ کرے۔ اور اسے سانپ ڈس لے۔ تو یہ اس کا اپنا قصور ہوگا۔ اسی طرح کتا ہے۔ خدا نے اسے اس لئے پیدا کیا۔ کہ اس سے حفاظت کا کام لیا جائے۔ یا شکار میں مدد لی جائے۔ لیکن اگر کوئی کتے کے ساتھ کھیلنے کا عادی ہو۔ اور کتا دیوانہ ہو کر اسے کاٹ لے۔ تو اس میں بھی اس کا ہی قصور ہوگا۔ اسی طرح اگر سردی یا گرمی نہ ہو۔ تو کئی فصلیں نہ پک سکیں۔ انسان کی کئی عادتیں اور خصلتیں درست نہ ہو سکیں۔ گرم ممالک کے باشندوں کی خصلتیں اور ہوتی ہیں۔ اور سرد ملک کے رہنے والوں کی اور۔ اگر کوئی اپنی بے احتیاطی سے ان سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ تو اس کی غلطی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز اچھی ہی پیدا کی ہے۔ لیکن بندہ اس کا

خراب استعمال

کر کے نقصان اٹھاتا ہے۔ اس خرابی کی حد یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ خدا کو بھی لوگوں نے بگاڑ لیا ہے۔ اس کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ کہ حیرانی ہوتی ہے جب خود خدا تعالیٰ کو جو خالق تھا۔ لوگوں نے اپنے لئے بگاڑ لیا۔ اور اس کی ذات میں عیب نکالنے لگ گئے۔ تو اور چیزوں کا اگر وہ غلط استعمال کریں۔ تو کونسی اچنبے کی بات ہے۔

بعض لوگ مل کر چوری کرتے یا ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اور پھر ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔

خدا کی قسم

کھاؤ۔ کسی کو بتائیں گے نہیں۔ اب دیکھو اللہ کی ذات تو نیکی کے لئے تھی۔ لیکن اس کے نام کے غلط استعمال سے چور اور ڈاکو بھی مدد حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اس کے

فرشتوں اور نبیوں

کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں۔ دنیا میں کئی جھوٹے اور فریبی ہیں۔ جو اپنے آپ کو انبیاء کا جانشین کہہ کر دنیا کو لوٹ رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ایک رشتہ دار تھیں۔ جو ایک پیر کی مُرید تھیں۔ ایک دفعہ وہ آپ کے ہاں آئیں۔ تو آپ نے دریافت کیا۔ پیر صاحب کی بیعت سے تمہیں کیا فائدہ پہنچا۔ کوئی دین کی خدمت کی توفیق ملی۔ یا انہوں نے تمہارے اخلاق کی اصلاح کی۔ انہوں نے کہا۔ فائدہ تو کچھ نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اب جاؤ۔ تو پیر صاحب سے پوچھنا۔ ان کی بیعت کا کیا فائدہ ہے۔ وہ جب پیر صاحب کے پاس گئیں اور یہ سوال کیا۔ تو پیر صاحب نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ تم نورالدین کے پاس قادیان گئی ہو۔ اور اس نے یہ سوال سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا۔ خواہ کسی نے سکھایا۔ آپ بتائیں۔ کہ آپ کی بیعت کا فائدہ کیا ہے۔ پیر صاحب نے کہا۔ فائدہ یہ ہے۔ کہ ہم نے تمہارے سارے گناہ اٹھا لئے ہیں۔ اب قیامت کے دن خدا تمہیں نہیں پوچھ سکتا کہ تم نے فلاں نیک کام کیوں نہ کیا یا فلاں گناہ کیوں کیا تم بے شک نماز روزہ۔ حج زکوٰۃ چھوڑ دو۔ جب قیامت کو خدا پوچھے۔ تو صاف کہہ دینا۔ سب گناہوں کا ذمہ پیر صاحب نے لے لیا ہے۔ پھر تم دگڑ دگڑ کرتی بہشت میں چلی جاؤگی انہوں نے کہا۔ پھر آپ کا کیا حال ہوگا۔ پیر صاحب نے کہا۔ ہم سے خدا کچھ پوچھے تو سہی۔ ہم کہیں گے۔

امام حسین کی قربانی

کیا تھوڑی ہے۔ کہ ہمیں یہ کہہ کر دق کیا جاتا ہے۔ یہ کیوں نہ کیا۔ اور وہ کیوں کیا۔

یہ پیر صاحب کا

نبی کی اولاد

ہونے کا ناجائز استعمال ہے یا نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لوگوں میں خشیت پیدا کرنے کے لئے آئے تھے لیکن ان کا بھی غلط استعمال کر لیا گیا۔ کہ کہہ دیا۔ ان کی اولاد ساری دنیا کے گناہ اٹھا سکتی ہے۔ اب دنیا خواہ کتنے گناہ کرے۔ پیر صاحب اس کے ذمہ وار ہیں۔ تو یہ نبی کا غلط استعمال ہے۔ اسی طرح قیامت کا بھی غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ کہا جاتا ہے۔ اگر فلاں کام نہ کروگے۔ (جو دراصل ناجائز ہوتا ہے۔) تو قیامت کو پوچھے جاؤگے۔ قیامت کے مواخذہ سے ڈر کر انسان ایک ناجائز فعل کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ

بہتر سے بہتر چیز

کا بھی دنیا میں غلط استعمال کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں۔ کہ اس چیز کا وجود ہی غیر مفید ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص کسی کو جوتا تحفہ کے طور پر دے۔ اور وہ اسے سر پر رکھ کر چل پڑے۔ تو یہ اس کا اپنا قصور ہوگا۔ یہ جوتے کا غلط استعمال ہوگا۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئی ہیں۔ وہ سب اچھی ہیں نقص ان کے غلط استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو

عبادت

کیسی اچھی چیز ہے۔ لیکن قرآن کریم میں آتا ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ نماز فرض تو ہوئی برکت کے لئے اور انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرانے کی غرض سے۔ لیکن جو نماز خدا کے لئے نہ پڑھی جائے۔ بلکہ اس لئے پڑھی جائے۔ کہ لوگ نمازی کہیں۔ تو وہ خدا تعالیٰ سے اور بھی دُور پھینک دیتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بعض نمازیں انسان کو شیطان سے مشابہ کر دیتی ہیں۔ جیسے اس وقت کی نماز جب سورج نکل رہا ہو۔ یا سورج ڈوب رہا ہو۔ یا سر پر ہو۔ تو یہ کیسی اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کے بے موقع پڑھنے والے کو بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان کہا ہے۔

اسی طرح

روزہ

بھی کیسی اچھی عبادت ہے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عید کے دن روزہ رکھنے والا شیطان ہے۔ اور بعض بزرگوں نے لکھا ہے۔ جو مسافر روزہ رکھے وہ گنہگار ہے۔ بعض نے لکھا ہے۔ اگر رکھ لے۔ تو وہ نفلی روزہ ہوگا۔ فرض اس کو پھر رکھنا پڑے گا۔ مثلاً ایک شخص دس دن سفر پر رہا۔ اور روزے بھی رکھتا رہا۔ تو اس کے یہ روزے نفلی ہوں گے۔ فرضی اسے پھر رکھنے پڑیں گے۔ لیکن بعض نے لکھا ہے۔ اگر سفر پر ہوتے ہوئے روزہ رکھے گا۔ تو گنہگار ہوگا۔ اب دیکھو ایسے بزرگوں کی رائے کے مطابق روزہ بھی انسان کو قابل گرفت اور گنہگار بنا دیتا ہے۔

اسی طرح

حج

ہے۔ یہ بعض شرائط کے لحاظ سے جائز ہے۔ اور بعض کے لحاظ سے ناجائز۔ مثلاً اگر جہاد ہو رہا ہے۔ اور کوئی شخص کہے میں حج کو جاتا ہوں۔ تو وہ گنہگار ہوگا۔ جب اسلام خطرہ میں ہو۔ تو حج کیسا۔ اس وقت یہی فرض ہے۔ کہ جہاد کیا جائے۔ غرض ہر عبادت کے لئے موقع ہوتا ہے۔ اور

عبادت کا غلط استعمال

بھی ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ میں اپنے میں اتنی طاقت پاتا ہوں۔ کہ ہر روزہ رکھ سکوں۔ آپ نے فرمایا۔ تمہیں معلوم ہے۔ ایسا کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا سزا رکھی ہے۔ ایسا کرنے والا دوزخ کے سب سے نچلے درجہ میں ہوگا۔ ظاہرا تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب ایک ماہ کے روزے رکھنا اس قدر قرب الٰہی کا موجب ہے۔ تو ساری عمر کے روزے کتنے عظیم اجر کا موجب ہونگے۔

مگر نہیں۔ یہ بجائے قرب الٰہی کے

خدا سے دُور

پھینک دیتے ہیں۔ پس کسی چیز کے صحیح استعمال سے ہی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور بہتر سے بہتر چیز کا غلط استعمال بھی بجائے فائدہ کے نقصان رساں ہوتا ہے۔ اب دیکھو

بانس کی لکڑی

ہے۔ اگر خدا تعالیٰ بانس پیدا نہ کرتا۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کم از کم علاقہ بیٹ (دریا کے قریب کا علاقہ) کے رہنے والوں کا گذارہ سخت مشکل ہوتا۔ لیکن اگر ایک شخص بانس کا لٹھ مار کر دوسرے کا سر پھوڑ دے۔ اور کوئی کہہ دے۔ دیکھو خدا نے یہ کیسی مضر چیز پیدا کر دی ہے۔ جس سے سر پھوڑا جا سکتا ہے۔ تو یہ اس کی حماقت ہو گی۔ بانس کے غلط استعمال سے اگر ایک کا سر پھوٹا ہے۔ تو ہزاروں انسان ایسے بھی ہیں۔ جو اس سے مکان بنا کر اپنے سر چھپاتے ہیں۔ اس طرح فائدہ تو اس سے بہت زیادہ اٹھایا جاتا ہے۔ لیکن نقصان بہت ہی کم ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر کوئی شریر اس سے نقصان پہنچاتا ہے۔ تو یہ امر خدا تعالیٰ کی

حمد کے خلاف

نہیں کہا جا سکتا۔ پس الحمد للہ میں مومن کو یہ بتایا گیا ہے۔ کہ کسی چیز کو ایسا نہ سمجھ۔ کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ دُنیا میں گندی سے گندی چیز پاخانہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کسی زمیندار سے پوچھو۔ یہ بھی کتنے فائدہ کی چیز ہے۔ چند سال کسی کھیت میں ڈال کر دیکھو اس میں کتنی اعلےٰ درجہ کی فصل ہوتی ہے۔ غرض الحمد للہ کہہ کر خدا نے بتایا۔ کہ کسی چیز کو بے فائدہ نہ سمجھو۔ اور کسی چیز سے گندہ کام مت لو۔ مومن کو چاہیئے۔ ہر چیز کا اچھا استعمال کرے۔ اور ایسا نہ کرے۔ کہ ایک اچھی خاصی مفید چیز کو اپنے لئے وبال جان بنا لے۔ دیکھو رسّہ ہے۔ اس سے کتنے فائدے لئے جاتے ہیں۔ مال مویشی باندھے جاتے ہیں۔ گاڑیاں کھینچی جاتی ہیں۔ بوجھ اٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن اس سے گلے میں پھندا ڈال کر لوگ خودکشی بھی کر لیتے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے۔ خدا نے یہ کیوں پیدا کیا جس سے میرے فلاں عزیز نے پھانسی لے لی۔ تو وہ احمق ہے اسے بے شک نقصان پہنچا ہے۔ لیکن اس نقصان کا باعث رسّہ نہیں ہے۔ بلکہ رسّہ کا غلط استعمال ہے۔ پس مومن کو

ہر چیز سے فائدہ

اُٹھانا چاہیئے۔ اگر کسی چیز کے فوائد سے ہم آگاہ نہیں۔ تو پھر بھی ہم اس چیز کو بے فائدہ نہیں کہہ سکتے۔ یہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے فوائد کا ابھی دُنیا کو علم نہیں ہُوا۔ ہمارے ملک میں جن چیزوں کو ردّی سمجھ کر پھینک دیا جاتا تھا۔ ان سے بھی یورپین لوگ فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ گھاس وغیرہ اور بانس سے نہایت قیمتی کاغذ بنائے جاتے ہیں۔ اور ان سے

کروڑوں روپیہ کا فائدہ

وہ لوگ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ہڈیاں ہیں۔ ہمارے ملک میں انہیں بے کار سمجھ کر پھینک دیا جاتا تھا۔ لیکن انگریز ہڈیوں سے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سے نہایت عمدہ کھاد بنائی جاتی ہے۔ پھر یہ کھانڈ صاف کرنے کے کام آتی ہیں۔ ہندوستان میں انہیں ردّی سمجھ کر پھینک دیا جاتا تھا۔ پس

ردّی سے ردّی چیز

میں بھی خدا تعالیٰ نے بے شمار فوائد رکھے ہیں۔ مومن کو کبھی یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز بے سود اور خدا تعالیٰ کی حمد کے خلاف ہے۔ اس کے تمام کام حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے خدا تعالیٰ نے میرا بھائی مار دیا۔ جو اچھا نہ ہُوا۔ تو اسے یہ بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ اگر آدم سے لے کر آج تک جتنے لوگ پیدا ہوئے۔ تمام زندہ رہتے۔ تو آج دنیا کی کیا حالت ہوتی۔ میں سمجھتا ہوں۔ سانس لینے کے لئے بھی دنیا میں جگہ نہ ہوتی۔ پھر لوگ کہتے۔ خدا نے یہ کیا کیا کہ اتنی مدت سے جو لوگ دنیا میں موجود ہیں۔ انہیں مارتا نہیں۔ غرض خدا تعالیٰ کی طرف کبھی کوئی عیب نہیں منسوب کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کی حکمتوں سے سبق حاصل کر کے ہر چیز سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ❊

چندہ دہندگان منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کے لئے چندہ دہندگان کی فہرست دیکھنے سے مندرجہ ذیل اسماء اور معلوم ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور صاحب نے چندہ دیا ہو تو وہ بھی اطلاع دیں۔ تا فہرست مکمل ہو جائے۔ اور پھر منارۃ المسیح پر نام کندہ کرائے جا سکیں:۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۲) حضرت اُمّ المومنین رضی (۳) حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ (۴) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ (۵) حافظ محمد اسحٰق صاحب بھیروی (۶) مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آباد دکن (۷) نواب سید محمد رضوی صاحب بمبئی (۸) مولوی عبد القادر صاحب منصوداں ضلع لدھیانہ (۹) مولوی غلام اکبر خان صاحب حیدر آباد دکن (۱۰) مولوی احمد شیر خان صاحب والد مولوی غلام اکبر خان صاحب (۱۱) سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر (۱۲) منشی نادر خان صاحب سب انسپکٹر سمرکالی ضلع جہلم (۱۳) ڈاکٹر غلام غوث صاحب قادیان (۱۴) سید فضل شاہ صاحب مرحوم قادیان (۱۵) سید ناصر شاہ صاحب قادیان (۱۶) محمد قاسم صاحب لالہ موسیٰ (۱۷) صوفی محمد یعقوب صاحب نمبردار کرڈی افغاناں (۱۸) بابو فخر الدین صاحب دفتر جی سپلائی۔ ڈپو کوئٹہ (۱۹) عطاء اللہ خان صاحب مرحوم کوئٹہ (۲۰) بابو نظام الدین صاحب مرحوم مائل پوری (۲۱) بابو عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر سیالکوٹ (۲۲) محمد وزیر خان صاحب سب اوورسیر قادیان (۲۳) مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری (۲۴) الہ دین صاحب ٹھیکریاں ضلع راولپنڈی (۲۵) خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب پنشنر جج علی گڈھ (۲۶) مرزا حسین بیگ صاحب کھرڑ کا ضلع گوجرات (۲۷) ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب فرلقہ (۲۸) منشی شادی خان صاحب مرحوم قادیان (۲۹) بابو روشن الدین صاحب پنشنر سٹیشن ماسٹر سیالکوٹ (۳۰) خلیفہ نور دین صاحب جموں (۳۱) مستری احمد دین صاحب بھیرہ۔ (۳۲) مفتی محمد صادق صاحب قادیان ❊ ذوالفقار علیخان ناظر اعلیٰ قادیان

امام جماعت احمدیہ قادیان کی خدمت میں

ابھی میں نے ۸ فروری کا "الفضل" دیکھا جس میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان کا خطبہ میری نظر سے گذرا۔ اس میں "انقلاب" کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ کہ اس کی کسی اشاعت میں بہ سلسلہ دعویٰ نبوت پر جو سرخی لکھی گئی۔ وہ قادیانی جماعت کے نزدیک دل آزار تھی یعنی اس میں اختلاف رائے کو حقیقی حدود سے متجاوز کر کے طعن و تشنیع اور تحقیر و تذلیل کا رنگ دیا گیا تھا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میرے علم کے بغیر اور میرے اصول کے خلاف "انقلاب" سے ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ میرے لئے ایسی حرکت کے علم کا بھی یہ پہلا موقع ہے۔ اس لئے کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے۔ کہ بعد طباعت بھی "انقلاب" کے ایک ایک حرف کو پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ میں بلا تامل یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے مرزا غلام احمد صاحب کے دعوے کے متعلق مرزا بشیر الدین صاحب کے خیالات و عقائد اور ان کی جماعت ہی نہیں بلکہ لاہوری جماعت کی تاویلات سے بھی شدید اصولی اختلاف ہے۔ بلکہ میں احمدی حضرات کے بعض دوسرے خیالات و اعمال اور علی الخصوص سیاسی پالیسی سے وسیع اختلاف رکھتا ہوں۔ لیکن ان اختلافات کے باوجود میں نے کبھی یہ پسند نہیں کیا۔ کہ ان کے کسی عقیدے یا خیال کی تضحیک کروں میں اس قسم کی باتوں کا عادی نہیں ہوں۔ اور فطرتاً تحقیر و تذلیل کی صلاحیت سے بے بہرہ ہوں۔ میں نے کبھی کسی اختلاف کو چھپایا نہیں۔ اور نہ کبھی موقع پر مداہنت سے کام لیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہر جماعت اور ہر گروہ کے ہر اس کام کا سرگرم حامی رہا ہوں جو ملت کے لئے مفید ہو۔ اور جس سے مجھے اتفاق ہو۔ میرزا صاحب یا ان کے رفقاء اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ اپنی اس روش اور اس اصول کی وجہ سے مجھے بعض اوقات تنگ نظروں اور معاندوں کی طرف سے کیسے کیسے اتہامات کا ہدف بننا پڑا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ "انقلاب" میں مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق طعن و تذلیل کا پہلو اختیار کیا گیا۔ حالانکہ اس کا موقع نہ تھا۔ اور نہ ضرورت اور "انقلاب" کے جس کارکن سے یہ غلطی سرزد ہوئی۔ وہ بھی غالباً زیر بحث سُرخی کو تذلیل نہیں سمجھا تھا۔ باقی رہا اصل معاملہ تو میں عرض کر چکا ہوں کہ میں اور میرے رفقاء مرزا صاحب کے نہ محض دعوے نبوت بلکہ منصب تجدید کے بھی کلیتہً منکر ہیں۔ لیکن اس انکار کو کبھی بھی تحقیق و تنقید صحیح سے متجاوز کرنے کے حامی نہیں ہوئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کو میرے اس اعلان سے اطمینان ہو جائیگا۔ اور وہ یقین کر لیں گے کہ انقلاب کا ایڈیٹر ان کے اس خطبے سے پیشتر اپنے اخبار کی غلطی سے آگاہ بھی نہ تھا چہ جائیکہ وہ خود اس کے ارتکاب میں شریک ہوتا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے افسوس ہے کہ مرزا صاحب نے انقلاب کی دو سالہ زندگی اور اس کے روادارانہ انداز تنقید سے واقف ہونے کے باوجود ایک معمولی فرد گذاشت کو اس قدر اہمیت دی۔ حالانکہ اس کی تلافی کے لئے صرف ایک کارڈ میرے نام لکھ دینا کافی تھا۔ اگر کوئی معمولی فرد یا اخبار اس قسم کی تعجیل سے کام لیتا تو تعجب نہ تھا لیکن ایک جماعت کے امام کی شان اس قسم کی جلد بازی سے ارفع ہونی چاہیئے۔

(انقلاب ۱۶ فروری)

ہمدرد - وفادار - رحیم باپ کا فرض

اولاد کی بہترین رُوحانی تربیت

انسانی پیدائش کا منشاء

دراصل صحیح معنوں میں اولاد کا خیر خواہ وہی باپ ہو سکتا ہے۔ جو نہایت دُور اندیشی سے اولاد کی تربیت کے لئے سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہے خدا تعالےٰ کا منشاء انسان کی پیدائش سے محض اس کے خور و نوش۔ اس کی رات دن کی عیش اور اس کی خوش پوشی نہیں۔ بلکہ اس کے اخلاق کی تربیت کرتے کرتے اپنی صفات میں رنگین کرنا۔ اور اپنی ذات و الاصفات سے ایسا اتحاد اور یگانگت پیدا کرنا ہے۔ کہ فنا فی اللہ کی حقیقی کیفیت سے انسان کو دائمی زندگی اور دائمی بقا حاصل ہو۔ اور فنا کے قابل جو حصہ بھی اس کے لطیف جسم میں ہے۔ وہ بتدریج نکلکر اس دائمی وجود کے لئے اس کو تیار کر دے۔ جو خدا تعالےٰ کے وجود سے الگ نہ ہونے کے باعث کسی وقت بھی معرض زوال میں نہ آسکے۔ یہی معنے لا الہ الا اللہ کے ہیں۔ یعنی میرا محبوب۔ مقصود۔ مطلوب۔ اور معبود اللہ تعالےٰ کے بغیر اور کچھ بھی نہیں۔ پس اس اتحاد کے ہوتے ہوئے فنا کس پر آسکتی ہے آقا بھی السلام ہے اور غلام بھی دار السلام میں ہے۔ اب فنا اور زوال ہوگا۔ تو کسی غیر کو۔ جس میں غیریت ہوگی۔ نہ کہ ایسے آقا کو اور پھر اس کے وفادار ساتھی کو جن میں دوئی کا نام و نشان نہیں۔ انسان کے لئے فنافی اللہ کا مقام اُسی حد تک محدود ہے۔ جو عالم فنا کے دائرے کے اندر اندر ہے اور اپنی حدبیت سے متجاوز نہیں۔ پس انسان کو اس معین حد تک جدوجہد اور کوشش کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ لیکن اس سے آگے الٰہی جذبہ اور کشش ہے۔ جو ذاتی انسان کو اپنے اندر پیوست کرنے میں دوئی کی حد سے بہت آگے نکل گیا ہے۔ حتّٰے کہ غیریت کو وہاں ذرہ بھر دخل اور عمل نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم الخ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الخ یعنی نفس مطمئنہ کے حصول کے لئے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات۔ اس کے صفات اور اس کے افعال کے ساتھ انسان کے نفس کو طمانیت اور اتحاد ہو جائے اور اس کے قضا و قدر میں کم اور کیف کہنے کی استعداد ہی اس میں نہ رہے۔ اس کے افعال خدا تعالےٰ کے افعال کے ساتھ موافقت تامہ پیدا کر لیں۔ اور دوئی اور غیریت کا اس میں نام و نشان نہ رہے۔ اس کے ہاتھ الٰہی ہاتھوں کے اندر کام کرتے ہوئے نظر آئیں۔ اور اس کی زندگی کی تمام رفتار خدا کی نظر میں پسندیدہ اور محبوب ہو جائے۔

یہ ہے وہ استعداد جس کی تیاری کا حکم ہر فرد بشر کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ مگر یہ تیاری کس طرح ہو سکتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جو اس کے قواعد پر عمل پیرا ہونے سے ہوا کرتی ہے۔ یا جن ضوابط پر نفس کو مقید کر کے وہ استعداد پیدا ہو سکتی ہے۔ ان پر کاربند ہونا اور نفس کی اصلاح کرنا۔

فنا فی اللہ کا مقام

انسان کے نفس کی تہذیب کے لئے اس کے پیدا کنندہ ہی نے چند قواعد مرتب کئے ہیں۔ جن کے مطابق صبر سے عمل کرتے کرتے یقیناً اس کا نفس اس مرتبہ کمال کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس کا مقررہ مقدار تک ہونا نجات یا رضامندیٔ خالق کے لئے از حد ضروری ہے۔ پھر اسی مقام کا نام فنا فی اللہ کا مقام یا اتحاد تام بذاتِ معبود ہے تخلقوا باخلاق اللہ بھی اسی مفہوم کے اندر ہے۔ اور لھم ما یشاؤن عند ربھم کی بشارت بھی ایسی یگانگت کے نتیجے میں ہی ہے۔

تربیت اولاد

اکثر لوگ اپنی اولاد کے لئے بہت سا مال۔ بہت سا وقت اور بہت سی ہمدردی صرف کرتے ہیں۔ ان کو اپ ٹو ڈیٹ جنٹلمین بنانے کے لئے بی۔ اے۔ ایم اے ایل۔ ایل۔ بی وغیرہ وغیرہ تک تعلیم بھی دلاتے ہیں۔ فرزندان وقت بھی سر سے پاؤں تک اس حد کی نقالی کرتے ہیں۔ کہ ہو بہو صاحب بہادر نظر آئیں۔ مگر تابکے۔ دنیا چند روزہ ہے۔ لاکھوں آئے۔ لاکھوں گئے۔ ان کے فیشن بھی ان کے ساتھ گئے۔ ان کی ٹیپ ٹاپ بھی ان کے ساتھ ہی خواب و خیال ہو گئی۔ انھوں نے اپنے خاص محسنین کے لئے کیا کیا۔ انہوں نے عام مخلوقات کے لئے کونسے نمایاں کام کئے۔ یہ ان کے گرانقدر اعمال نامہ کے صفحات میں بعد کوشش بھی تلاش کئے جائیں۔ تو شائد ایک دو حد تین چار سے زیادہ نہ ہونگے۔ وہ بھی کیسے اپنے نفس پر احسان۔ یا کوئی ایسا کام جو زمانہ کی ہوا کے موافق شاباش اور آفرین کے قابل ہو۔ یا کسی زبان یا کسی آرٹ میں گوئے سبقت لیجا کر ہمعصروں میں سرافرازی حاصل کر لینا وغیرہ وغیرہ۔ لیس للانسان الا ما سعٰی۔ من کان یرید الحیٰوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم وھم فیھا لا یبخسون صرف انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لئے وہ سعی کرتا ہے۔ جو دنیا کی زندگی کی فکر میں ہو کر اور اس کی زینت کے حصول کے لئے اعمال کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کا اجر اُن کو دیا جائیگا۔ اور اس میں ان کو ہرگز ہرگز کمی نہ دیجائے گی۔ چنانچہ انسان رات دن اپنی اپنی کوشش اور سعی کے ثمرات جمع کرتے ہیں اور دل کھولکر اُن سے حظ اٹھاتے ہیں۔ مگر ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ نفس کو مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کل کے لئے کیا تیاری کر رہا ہے۔

کا سوال بدستور قائم رہتا ہے۔ اس دنیا کا ایک خالق ضرور ہے۔ اُسی نے خاص غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے۔ پھر اُسی نے اس کے دنیوی اور اُخروی تمدن میں اس کے نفس کی تہذیب کے لئے کچھ قواعد مقرر کئے ہیں جن کی بدولت ایک مسلمان کے گھر پیدا ہو کر مسلمانوں سا نام رکھوا لینا۔ یا نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ رسمی طور سے ادا کر لینا نہیں بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۲۳۔ سالہ زندگی کے اعمال کے مطابق اپنے اعمال بنانا۔ اور قرآن شریف پر اپنے اخلاق کو بار بار پیش کر کے کان خلقہ القرآن کے مطابق اپنے اخلاق کی درستی کر کے جو غرض ان پیراؤں کی تہ میں رکھی گئی ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کی معرفت تامہ اور اس میں ہو کر اسے حاصل کرنا۔ اس کو بجلد و جدپورا کرنا ہے

قرآن سے بے توجہی

نہائت ہی تعجب اور حیرت کا مقام ہے۔ کہ ہزاروں صفحے غیر زبانوں کے پڑھے جاتے ہیں۔ اور نہائت ہی ضروری سمجھ کر پڑھے جاتے ہیں۔ ناولوں کی ورق گردانی بھی ہوتی ہے۔ اور بلا کی ہوتی ہے۔ حساب کے سوالات حل کئے جاتے ہیں۔ اور بدقت حل کئے جاتے ہیں۔ لار (دکانت) کی کتابیں دیرینہ ہوں یا نئی۔ بڑے غور سے مطالعہ میں آتی ہیں۔ اور بعد چھان بین ختم ہوتی ہیں۔ مگر اصلاح نفس کے لئے جو اصل مقصد دنیا اور آخرت کی حیات کا ہے۔ بہت ہی تھوڑا وقت دے کر صرف چند باتوں پر ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ اور کوئی پوچھے۔ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر جھٹ سے مسلمان ہونے کی سند پیش کر دی جاتی ہے۔ ایسے لوگوں سے پوچھنا چاہیئے۔ اتنی بڑی بسوط کتاب قرآن کریم کیا اس علیم و حکیم ہستی نے حشو یا زوائد سے بھر کر اس کا نام لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ یونہی بے موقعہ اور بلا محل رکھ دیا ہے۔ حاش للہ۔

اگر صرف نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ سے ہی تکمیل نفس ہو سکتی تھی تو یہ تو دو۔ تین حد چار۔ پانچ سطروں میں ذکر کر دئے جا سکتے تھے۔ پھر اتنی بڑی کتاب کا اتارنا۔ اور اس میں ہر ضروری حصہ زندگی پر مفصل بحث کرنا بالکل غیر ضروری اور مہمل نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ بات بالکل آسان نہیں ہے۔ دراصل دنیا کی زندگی اور اس کی رہائش۔ ہزاروں قسم کے سموم اور زہر ہلاہل اپنے اندر رکھتی ہے۔ ان الذین یشترون الحیٰوۃ الدنیا بالاخرۃ فلا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ فاما من طغٰی واثر الحیٰوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوٰی۔

آسمانی سے زمینی بننا

دُنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر مقدم کرنے سے آخرت کی زندگی میں عذاب میں کمی نہ کی جائے گی۔ اور نہ ہی اُن کی کسی قسم کی نصرت ہوگی اسلام یعنی فرمانبرداری ہی پسندیدہ طریق ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کو پسند و مرغوب ہے۔ ہاں جو حد سے متجاوز ہوتا ہے۔ اور دنیا کی حیات کو ترجیح کے قابل جانتا ہے۔ لاہذا ایسے کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ انسان کو خدا تعالےٰ نے پیدا کر کے ایسے عالم اور ایسی زیب و زینت بھری دنیا میں جگہ دی ہے۔ کہ یہ اس سے وابستگی اور شیدائیت پیدا کر کے اپنے اخلاقی حصہ میں جو اعتدال اور درستی کی شرط واجبی ہے۔ اسے کھو کر بجائے آسمانی ہونے کے بالکل ہی

زمینی ہوجاتا ہے۔ اور بجائے ترقی کے الٹا تنزل کی طرف چلاجاتا ہے بجائے ان اخلاق کے پیدا کرنے کے جو خدا تعالےٰ کی صفات کے ہم شکل ہوکر افراط تفریط سے منزہ اور پاک ہوجاتے۔ نمایاں طور سے ان میں ایسی افراط یا تفریط پائی جاتی ہے۔ جو مخلوق خدا کی تربیت میں نہائت ہی گڑبڑ پیدا کرنے کے علاوہ خالق حقیقی کی ناراضگی اور اس کی غیرت کو بھڑکانے کا موجب ہوکر رہتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی دنیوی نعمتیں انسان کو اگر اپنی محبت بھری آغوش میں لئے ہوئے ہیں۔ اور یہ یہاں اپنے ہم عصروں میں بد مزگی کی لہر پیدا کرنے سے باز نہیں آتا۔ تو ایسے ناہموار اخلاق والا انسان (اس مہذب سوسائٹی جنت میں جن کے اخلاق دوسروں کو آرام اور سکھ دینے کے بغیر اپنا اور کوئی دوسرا عندیہ ہی نہیں رکھتے) رہیگا تو کس حیثیت میں۔ کیا یہ ان کے سامنے اپنی حالت پر ناخوش نہ ہوگا یقیناً اس کے لئے وہ جنت جنت نہ ہوگی۔ اور اس کا گذر اس حالت میں وہاں بالکل ہی ناممکن اور فی الحقیقت بالکل ہی محال ہے۔

ے کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔

اندریں حال کتنا ضروری ہوا کہ انسان خدا تعالےٰ کی نعمتوں سے اگر سچی خوشی حقیقی راحت اور دائمی سکھ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اپنے اخلاق میں وہی کمال پیدا کرے۔ جو رب العالمین کے اخلاق میں پایا جاتا ہے۔ تا اس طرح اس کی دائمی زندگی میں کسی قسم کا ملال رونما نہ ہو۔ اور اس کی زندگی کو اعلےٰ درجہ کی جنتی زندگی بنانے کے قابل ہوسکے۔

بد اخلاق انسان کا انجام

بھلا جس انسان میں بے حد غضب کا بھڑکتا ہؤا شعلہ اپنی گرم لپٹیں نکال رہا ہو۔ اس کے ساتھی اور اس کے پاس والے کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ تو کس طرح ایک حریص انسان کے اخلاق کی بے اعتدالی جو دوسرے کو محروم بنانے کے لئے سرتوڑ کوشش میں ہو کسی بے بس انسان کو خوش کرے۔ تو کس طرح علےٰ ھذا القیاس۔ انسان کے تمام رذیلہ اخلاق پر نظر ڈالتے جاؤ۔ اور پھر اس کے حق میں عدل وانصاف کا فیصلہ دیتے جاؤ یہی فیصلہ ہوگا۔ کہ بس۔ تم نے خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کی تم ان قدر دان ہستیوں کے زمرہ میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہو جن کے شیوہ میں یوثرون علےٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ۔ کی خاص خصوصیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پائی جاتی ہے۔ چونکہ تم دوسروں کو آگ لگانا ہی جانتے تھے۔ اس لئے تمہارا ٹھکانا آگ ہی ہوسکتا ہے۔ اور تم جہنم کے سوا اور کسی جگہ کے مستحق نہیں ہو۔

تربیت اولاد

اس صورت میں کس قدر ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی اولاد کی درستی کی فکر جتنی زیادہ ہوسکتی ہو۔ ہمدرد۔ وفادار۔ اور رحیم بن کر کریں۔ چند روزہ زندگی کے لئے اُن سے سرتوڑ کوشش کرانا ان کے لئے محض دنیاداری ہی کی سکیم تجویز کرنا۔ اور ایک مردار چیز کی ہوس میں ان کی ساری زندگی برباد کردینا جبکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہی دائمی راحت اور سکھ کا موجب ہوسکتا تھا۔ کہاں کی ہمدردی۔ کہاں کی وفا اور کہاں کا رحم ہے۔ سچا خیر خواہ۔ حقیقی ہمدرد۔ نہائت ہی مہربان وہی والد ہے۔ جو اپنی اولاد کے لئے ان کے دائمی گھر کی درستی کی فکر کرتا ہے۔ اور ان میں وہی پسندیدہ افعال اور اخلاق پیدا کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی رضا (خدا تعالےٰ کے اپنے اسماء حسنیٰ کے مطابق مخلوقات کی ربوبیت کے متعلق کام کرنے سے کامل یگانگت اور کامل اتحاد اس ہستی سے پیدا کرکے) حاصل کرلیتے ہیں۔ جس کے لئے انسان کے وجود میں ایک خاص قسم کی خصوصیت رکھ دی گئی ہے یعنی خلق آدم علےٰ صورتہٖ

اولاد کو کہاں رکھا جائے

پس اپنی اولاد کو ایسی جگہ رکھنا چاہئے۔ جہاں قرآن شریف کے بتائے ہوئے اخلاق فاضلہ سے عبور کرایا جاتا ہو۔ یا جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق کے ملاحظہ کے لئے دنیاوی تعلیم کے اوقات کے ساتھ ہی کچھ کچھ اوقات رکھ دئے گئے ہوں۔ تا ایک نتیجہ دو کاج کے مطابق دین اور دنیا ہر دو کی اصلاح کرسکیں۔ اور اس طرح دین و دُنیا کی حسنات سے متمتع ہوکر ایسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرسکیں جن کے بغیر نہ تو خدا تعالےٰ کے ساتھ ہی اتحاد کامل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کی مخلوقات کی جس عمدہ طریق سے تربیت کی جاسکتی ہے۔ تربیت ہوسکتی ہے۔ یہ تو مسلم امر ہے۔ کہ جب تک خدا تعالےٰ کے صفات کا صحیح مطالعہ نہ ہو۔ اس کی ذات تک کے لئے بصیرت کی آنکھ اچھی طرح وا نہ ہو۔ تب تک اصل نیکی حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جب تک دنیا کی حرص و آز اس کی زیب و زینت اس کے ابتداء و انجام سے انسان کی آنکھ اُٹھ کر نیکی کے لئے ویسا ہی بے لوث تقدس اختیار نہ کرے گی۔ جو خدا تعالےٰ اپنی مخلوق کے لئے اپنے تطہر اور تقدس اور بے غرض احسان کو مدنظر رکھتے ہوئے کرتا ہے۔ تب تک احسان و نیکی کا وُہ مرتبہ جو اُس کی مخلوقات کے لئے بہر نہج نافع اور مفید ہوسکتا ہے۔ کس طرح حاصل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا اس صفت کو پیدا کرنے کے لئے کتنا ضروری ہے۔ کہ بچوں پر رحم کرتے ہوئے ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سراً وعلانیۃً یرجون تجارۃ لن تبور یعنی جو لوگ اللہ تعالےٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ پھر ہمارے دئے سے پوشیدہ وظاہرہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کررہے ہیں۔ جو ہرگز ہرگز برباد نہ ہوگی۔ کے مطابق ان کے اوقات اور ان کی عمر کی قدر کریں۔ اور خود اُن کو اپنے ہاتھوں جہنم میں دھکا نہ دیں۔ خوب یاد رہے۔ دُنیا اور دین کے مسلک الگ الگ ہیں۔ جن دلوں پر دُنیا کی محبت کی آگ غلبہ کرلیتی ہے۔ پھر وہاں دین کے متعلق نہائت کمزوری واقعہ ہوکر دینی اخلاق پر ایسی مردنی۔ اور افسردگی چھاجاتی ہے۔ کہ ان کا اعلےٰ درجہ کی نیکی۔ یا اعلےٰ درجہ کا احسان کرنا بالکل ہی ناممکن اور محال ہوجاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ جہاں دین کو دنیا پر مقدم کیا جاتا ہو۔ جہاں رات دن اسی فکر اور اسی دھن میں بسر ہوتی ہو وہاں اپنے بچوں کو رکھا جائے۔ تا قرآن شریف کے الفاظ کے بار بار کان میں پڑنے سے جو فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔ ان سے وہ محروم نہ رہیں۔ اور ان میں وہی اخلاق فاضلہ پیدا ہوسکیں جن سے وُہ اپنے خلق کی انتہائی غرض کو بخوبی پورا کرنے کے قابل ہوکر خدا تعالےٰ کی دائمی رضامندی حاصل کرسکیں۔

تولیت حقہ کیا ہے

کوئی والد یا کوئی جائز ولی یہ نہ خیال کرے۔ کہ لڑکے کو کچھ ہنر سکھا دینا یا اس کو روزگار کے قابل بنا دینا ہی وہ تولیت حقہ ہے جس سے لڑکے کے متعلق سبکدوشی حاصل ہوجاتی ہے۔ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہٖ یعنی تم سب کے سب محافظ و نگران ہو۔ اور تم سب کے سب اپنی اپنی رعیت کی بابت سوال کئے جاؤ گے۔ کے مطابق والد ضرور اپنے بچے کی تربیت کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

پس نہائت ضروری ہے۔ کہ ہم آنکھیں کھولکر ان امانتوں کی حفاظت کریں۔ جو بالکل معصوم اور قابل رحم ہستیاں ہمارے سپرد ہوتی ہیں۔ اور ان کی بہتری اور فلاح۔ تباہی اور بربادی کا مدار ہمارے ہی غور یا عدم غور سے وابستہ اور متعلق ہے۔ یٰایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً۔ اے ایمان والو۔ اپنے نفسوں کو بھی آگ سے بچاؤ۔ اور اپنے اہل کو بھی۔ یہ کافی سے زیادہ تنبیہ ہے۔ جو ہمیں بیدار کرنے کے لئے سنائی گئی ہے۔ اب رہا ہمارا اس پر عمل یا ہمارا نفقہ۔ سو اس کے لئے دعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ہمیں اپنی اولاد کے لئے حقیقی درد۔ حقیقی وفا۔ اور حقیقی رحم عطا فرمائے۔ تا وہ بھی بالآخر برباد نہ ہوں۔ اور ہمیں بھی اس بارے میں گرفت کا خطرہ نہ رہے۔

(شیخ) عبدالرحیم۔ قادیان

دُعائیہ خطوط کے جواب کے متعلق اعلان

ایسے تمام احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے جو کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت جلسہ سالانہ سے پہلے بھی اور بعد بھی ناساز رہی۔ اور حضور باوجود ناسازئ طبع جلسہ کی اہم مصروفیتوں میں مصروف رہے۔ اس لئے تمام ڈاک کو ان دنوں ملاحظہ نہ فرما سکے۔ اور اس طرح احباب کے خطوط کا میرا دفتر جواب نہ دے سکا۔ حضور نے ان سب احباب کے لئے دعا فرمائی۔ اب بوجہ دیر ہونے کے ۲۲ جنوری تک کے دعائیہ خطوط کا فرداً فرداً جواب نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ ہر طالب دعا اسی کو اپنے خط کا جواب سمجھیں۔

خاکسار۔ یوسف علی
پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

مکرمی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم "اکسیر البدن" کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب (موجد اکسیر البدن) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نہایت مسرت اور شکر گذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی عرفانی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا میں نے آپ سے اکسیر البدن کی ایک شیشی لیکر اس کو بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں اس کا جو خط آیا ہے۔ میں اس کا اقتباس بھیجتا ہوں وہ لکھتا ہے کہ

"میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے بالکل آرام ہو گیا ہے اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ جو آپ نے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی یعنی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کر دی۔ جس سے پیشاب کی شکایت بھی رفع ہو گئی۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی غرضکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے ایک شیشی اور روانہ کر دیں"۔ شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی عرفانی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور یہ دوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لخت جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز مکرم محمد داؤد احمد عرفانی کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اس کی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑے کا خطرہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ سے ان خطرات سے بچا لیا اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں آپ کو اس پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کے لئے خدا تعالیٰ آپ کو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت اکسیر البدن ہے اور میں ہر شخص کو اسکے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہوں"۔

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں اور عوارض کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اسی دوا کا کام ہے اس کے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر پر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت جس میں ساٹھ گولیاں ہیں۔ پانچ روپیہ دس (۵/۱۰) محصولڈاک علاوہ

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ ریتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ (عہ/۲) محصولڈاک علاوہ

حضرت مولوی سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں "میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے سرمہ سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری دور ہو گئی۔ اور بیماری دور ہو گئی۔ انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے تقاضا کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض سے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔

اکسیر البدن ایک ماہ کی خوراک اور موتی سرمہ ایک تولہ اکٹھا منگوانے والے کو محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان

ناظرین کرام نوٹ کر لیں!

"عرق طحال"

(تلی یعنی طحال تاپ تلی کے لئے) بہترین علاج ہے

تلی کے سبب سے پیدا شدہ تمام تکلیفوں (پیٹ کی سختی۔ بدہضمی۔ قبض۔ درد اعضاء کمزوری بدن بخار وغیرہ) کو رفع کر کے بہت جلد تلی کو سکیڑ کر اصلی حالت پر لاتا ہے:۔ قیمت فی شیشی عہ/ (دی پی خرچ ۲/) تین دو روپے دس آنے۔ اکٹھی بارہ شیشی عہ/۵

مفت! مفت!! مفت!!!

سنہ ۱۹۲۹ء کا رنگین کیلنڈر

آپ کا حلفیہ وعدہ آنے پر کہ جو اشتہارات اسکے ساتھ بھیجے جاویں گے آپ انکو بڑی احتیاط اور کوشش سے اپنے علاقہ کی دوکانوں پر چسپان کرا دینگے بالکل مفت بھیجا جائے گا:۔

المشتہر

حافظ غلام رسول میڈیکل ہال وزیر آباد۔ قائم شدہ ۱۸۹۶ء (پنجاب)

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنیکی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا ضرور استعمال کرائیں اس کے کھلانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے (مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں یا مردہ پیدا ہوتے ہیں اسکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب شاہی طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گود بھری بیمثل گولیاں حضور کی مجرب و مقبول و مشہور عام ہیں۔ ہزارہا ان اندھیرے گھروں کا ہیں جنکو مرض اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ/ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں یکدم ۹ تولہ منگوانے پر للعہ/ محصولڈاک معاف

المشتہر: نظام جان عبد اللہ خان دواخانہ معین الصحت قادیان

ضرورت رشتہ

میرا لڑکا جس کی عمر اس وقت ۲۱ سال کی ہے افریقہ میں اڑہائی سو شلنگ ماہوار پر ملازم ہے۔ اس کے لئے رشتہ درکار ہے۔ لڑکی تندرست اور امور خانہ داری میں ہوشیار اور کچھ اردو تعلیم سے بھی واقف ہو۔ میری اس وقت قادیان میں دس ہزار روپیہ کی اپنی جائداد موجود ہے۔ قادیان سے تعلق پیدا کرنے والے احباب کے لئے اچھا موقعہ ہے۔

خاکسار:۔ نظام الدین درزی قادیان

چراغ زندگی کیا ہیں؟ آنکھیں

ناک۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں سب کو انکی رفاقت کی ضرورت ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان میں کوئی نقص ہو۔ تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ انکے بغیر نہ خوبصورتی قائم۔ نہ انسان چل پھر سکے نہ کوئی اور کام ہو سکے پھر کسقدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرمے ڈال کر انکو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کر لو۔ کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپکے تجربے کیلئے ہم ... اٹریاں سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ آدھ آنے کا ٹکٹ بھیجکر مفت نمونہ جلد طلب کریں۔ نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا۔ قیمت فی تولہ (عہ/۱)

ناصر برادرس محلہ دار الفضل قادیان

اشتہار
نمبر ۶۷ جلد ۱۶ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء
۱۱
رمضان المبارک میں خاص رعایت کا اعلان
Digitized by Khilafat Library Rabwah
قرآن مجید کی خرید کا نادر موقعہ
احباب مندرجہ ذیل رعایت خاص وجوہات کے ماتحت کی گئی ہے۔ امید ہے کہ ذی استطاعت احباب خصوصاً اور غیر ذی استطاعت عموماً اس نادر موقعہ سے ضرور مستفید ہوں گے۔
قرآن کریم مترجم کلاں بطرز آسان
جس کی قیمت پانچ روپے ہے اب سفید کاغذ کی چند۔ ایک جلد بند باقی رہ گئی ہیں۔ اس کی رعایتی قیمت للعہ لی جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ پچاس ساٹھ جلدیں باقی ہیں۔ اور اسی قرآن کریم کی مصری رنگ کے کاغذ والی تعداد اس سے زیادہ ہے۔ اس کی قیمت رعایتی طور پر بجائے پانچ روپیہ کے صرف تین روپے کی گئی ہے۔
حمائل شریف مترجم
مع فہرست مضامین وغیرہ جس کی اصل قیمت ہے تھی اب صرف ہے۔ بے جلد کی ہے رعایتی۔
حمائل شریف بطرز تیسیر القرآن
بلاترجمہ مجلد سنہری۔ اصلی قیمت ۱۲ رعایتی قیمت ہے
" " جلی خط کی بلاترجمہ اصلی قیمت ۱۲ رعایتی ہے
قرآن مجید بطرز کلاں
بلاترجمہ بطرز آسان مجلد سنہری اصلی قیمت للعہ رعایتی قیمت ہے
پارہ اول مترجم بطرز آسان۔ تختی کلاں۔ اصلی قیمت ۴ر رعایتی ۲ر
" تختی خورد۔ " ۲ر " ۱ر
پارہ عم مترجم۔ تختی کلاں " ۲ر " ۱ر
پارہ اول تا عم یعنی تیسوں پارے ہر ایک " ۱ر " ۱ر
کلید القرآن مع لغات القرآن " عہ " عہ
تفسیر خزینۃ العرفان
از حضرت مسیح موعود علیہ السلام پانچ حصے
اصلی قیمت للعہ رعایتی صہ
دوسری مندرجہ ذیل خاص کتب میں خاص رعایت
درثمین اردو سنہری ورنگدار کاغذ ولایتی مجلد سنہری مع فوٹو اصلی قیمت للعہ رعایتی عہ
فلسفہ نماز۔ از حضرت مسیح موعود " ۶ر " ۴ر
اسوۂ حسنہ مجلد احادیث کا لطیف مجموعہ از میر محمد اسحاق صاحب " عہ " ۱۰ر
پیارا نبی۔ مؤلفہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ اصلی قیمت ۲ر رعایتی روپیہ کے ۱۲ عدد
چشمۂ صداقت۔ لطیف تقریریں حضرت مسیح موعود کی اصلی قیمت ۶ر رعایتی ۳ر
بے کاروں کو خوشخبری جامع الفنون
صابن بنانے کا نادر نسخہ جو سینکڑوں روپے خرچ کر کے بھی میسر نہیں آتا۔ اس کتاب میں نہایت صحیح اور مفصل طور پر برسوں کے تجربہ کے بعد درج کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں امریکہ۔ جرمنی۔ فرانس۔ جاپان۔ انگلینڈ کے پچیس قیمتی فن درج کئے گئے ہیں۔ اس عجیب کتاب کو مصنف پہلے پانچ روپے میں فروخت کرتا رہا ہے۔ مگر ہم کو اس کے چند نسخے ارزاں میسر آئے ہیں۔ اس لئے اس کی قیمت ہم نے صرف ۸ر آنے کر دی ہے ضرورتمند احباب جلد منگالیں۔
درثمین عربی مترجم حضرت مسیح موعود کی تمام عربی نظموں کا مکمل مجموعہ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۱۲ر
آنحضرت اور آپکی تعلیم انگریزی میں حضرت صاحب کی تقریر " ۵ر " ۳ر
حیات نور الدین رضؓ۔ حضرت خلیفہ اول کی لکھائی ہوئی سوانح عمری مجلد " ۱۴ر " ۱۰ر
سیرت مسیح موعود۔ حضرت خلیفہ ثانی کی تصنیف مجلد " ۸ر " ۶ر
تبلیغی مصالحہ میں خاص رعایت
ٹریکٹ وفات مسیح۔ حیات مسیح کی تردید۔ مامور من اللہ کی شناخت اس زمانہ کا مامور۔ ہر ایک فی سینکڑہ ہے مگر رعایتی ۱۰ر فی سینکڑہ
احسانات مسیح موعود دلچسپ مضمون از حکیم خلیل احمد صاحب قیمت ار مگر رعایتی ۲۵ عدد فی روپیہ
شہادت لیکھرام بر صداقت اسلام مع تصویر۔ ۶ مارچ آرہی ہے۔ اس کی یادگار قائم رکھنے کیلئے اس ٹریکٹ کی بکثرت اشاعت ازبس ضروری ہے۔ اصلی قیمت ار رعایتی فی سینکڑہ ۴ر
گوشت خوری / رد تناسخ } مولفہ میر محمد اسحاق صاحب نہایت لطیف ٹریکٹ ہیں قیمت ہر ایک ار رعایتی فی سینکڑہ دو روپیہ
احمدی و غیر احمدی میں فرق تقریر حضرت مسیح موعود اصلی قیمت ار رعایتی ایک روپیہ کے ۳۲ عدد
سورۃ والعصر کی لطیف تفسیر از حضرت مسیح موعود اصلی قیمت ار رعایتی روپیہ کے ۲۰ عدد
کتاب گھر قادیان
ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

—— لاہور ۱۳۔ فروری آنریبل میاں سر فضل حسین ممبر انچارج پنجاب گورنمنٹ کونسل کے آئندہ اجلاس میں پبلک قمار بازی کا ترمیمی بل اس غرض سے پیش کرینگے۔ تاکہ سٹہ بازی کو جرم قرار دیا جائے۔

—— بمبئی ۱۴ فروری۔ آج صبح سر فیروز سیٹھنا ممبر کونسل آف سٹیٹ کے بھائی مسٹر ہومی سی سیٹھنا کو ایک پتھر سے قتل کر دیا جسنے ۲۵ فٹ اونچی دیوار پھاند کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن زمین پر گرتے ہی مر گیا۔

—— بمبئی میں فسادات کو منتشر کرنے کے لئے ملٹری پولس کو پوڈہ مرتبہ گولی چلانی پڑی۔ زیادہ سے زیادہ راؤنڈ جو ایک موقعہ پر چلائے گئے۔ انکی تعداد گیارہ ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کابل کی موجودہ حالت ویسی ہی ہے جیسی انقلاب سے پیشتر تھی۔ صرف اس قدر تفاوت ہے۔ کہ منڈھی ڈاڑھیوں کی بجائے اب لمبی لمبی ڈاڑھیاں اور جھبیدار ٹوپیوں کی بجائے صلفے اور پتلونوں کی بجائے بڑی بڑی شلواریں نظر آتی ہیں۔

—— ایک اور اطلاع میں مذکور ہے۔ کہ جدید بادشاہ نے بلدہ کابل کے حال کے جدید نام "دارالامان" کو اپنے نام پر "دارالحبیب" سے بدل دیا ہے۔

—— پشاور ۱۴ فروری۔ آج جو ہوائی جہاز کابل سے آئے ہیں۔ ان میں موجودہ حکمران نے اپنا ٹریڈ ایجنٹ امام الدین جراکاری بھیجا ہے۔ اور اسے ہدایت کی ہے۔ کہ اگر پہلا ٹریڈ ایجنٹ تمہیں چارج نہ دے۔ تو تم فوراً مجھے بذریعہ تار اطلاع دو۔

—— ۱۱۔ فروری سنہ ۱۹۲۹ء کو جس قدر ہندوستانی لوگ ہوائی جہازوں کے ذریعہ کابل سے لائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ذمہ دار واقف حالات کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ کہ کابل میں دوسرا انقلاب سخت ترین صورت میں رونما ہونیوالا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۵۔ فروری۔ پنڈت دوارکا پرشاد کی یہ تحریک مجلس آئین ساز میں ۷۰ موافق اور ۴۵ مخالف آراء سے منظور ہوگئی کہ لالہ لاجپت رائے کی موت کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ حکومت نے ایسی تحقیقات کی سخت مخالفت کی۔

—— نئی دہلی۔ ۱۲۔ فروری۔ ایوان راجگان ہند نے مہاراجہ پٹیالہ کو پھر چانسلر منتخب کیا۔ ان کو مہاراجہ الور کی ۳۰ آراء کے مقابلہ میں ۴۰ آراء حاصل ہوئیں۔ مہاراجہ کشمیر کو پرو چانسلر منتخب کیا گیا۔ مہاراجہ کشمیر کو ۲۴۔ مہاراجہ بیکانیر کو ۵۔ اور مہاراجہ الور کو ۴ آراء حاصل ہوئی تھیں۔

—— پیدل سڑکوں پر چلنے والی جدید ترین پنجشنبہ کی صبح کو گیارہ بجے لاہور پہونچی۔ اس گاڑی کو کسی خاص رستہ کی ضرورت نہیں۔ اور ناقابل گذر سڑکوں پر بھی چل سکتی ہے۔ اور دریاؤں کو عبور کر سکتی ہے۔ اس گاڑی میں ایک لو کو موٹر انجن اور ایک مکلف گاڑی کے علاوہ ایک کھانے کی گاڑی بھی ہے۔ پانچ آدمیوں کے سونے کا انتظام بھی موجود ہے۔ نوے نوے ہارس پاور کے دو موٹر اس میں لگے ہوئے ہیں۔ ۴۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے۔

—— بمبئی ۱۴ فروری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ شہر میں سکون ہے۔ حالات روبہ اصلاح ہیں۔ مزید گرفتاریاں عمل میں آرہی ہیں۔ ۶۸۱ اشخاص حوالات کے جیلخانہ میں قید ہیں۔ کل کے مقتولین و مجروحین کو ملا کر اول الذکر کی تعداد ۱۴۰ اور موخر الذکر کی تعداد ۷۹۱ تک پہنچ گئی ہے۔

—— نئی دہلی ۱۳ فروری۔ کانگریس پارٹی نے آج اپنے ایک جلسہ میں جو پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مسٹر رنگا آئر کو سوراج پارٹی سے خارج کر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۷ فروری۔ نومسلم انگریز اخبار نویس داؤد اہین سابق مدیر روزنامہ "مسلم آؤٹ لک" ایڈورڈ ہسپتال میں نمونیا کی بیماری سے فوت ہوگیا۔

—— پشاور ۱۷۔ فروری۔ کابل سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ امیر حبیب اللہ دن بدن زور پکڑ رہا ہے۔ اور کئی آدمی اس کی فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں۔ اس نے اعلان کیا ہے۔ کہ جو شخص اس کی خدمت تسلی بخش کرے گا۔ اس کو کافی انعام دیا جائے گا۔

—— پشاور ۱۶۔ فروری۔ ٹائمیں کا ایک پیام مظہر ہے۔ کہ سابق افغان سفیر متعینہ پیرس تخت کابل حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لئے خفیہ طور پر افغانستان روانہ ہو گیا ہے۔

—— کابل میں یہ افواہ بڑی تیزی سے اڑ رہی ہیں۔ کہ علی احمد جان کو بچہ سقہ نے گرفتار کر لیا۔ اور اس کو قتل کر دیا ہے۔

—— کلکتہ ۱۵۔ فروری۔ رنگون کی ڈاک کا جہاز آیا۔ تو ایک نوجوان جہاز پر کود کر چڑھنے لگا۔ لیکن گر گیا۔ لائف بیلٹ پھینکے گئے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ لائف بیلٹ پکڑنے میں کامیاب ہوتا۔ ایک گھڑیال نے اسے نگل لیا۔

—— کوئٹہ ۱۴۔ فروری۔ یہ اطلاع ملی ہے۔ کہ بعض غلزئی قبائل کے سرداروں نے اپنے ذاتی لیڈروں کو مکتوب ارسال کئے ہیں۔ کہ غلزئی درانیوں کے خلاف نہیں ہیں۔ مگر انہیں فقط شاہ امان اللہ پر اعتراض ہے۔

—— کلکتہ ۱۳ فروری۔ انڈین ایسوسی ایشن نے وزیر اعظم اور وزیر ہند کو ایک برقی تار روانہ کیا ہے جس میں زور دیا گیا ہے۔ کہ ہندوستانی سول سروس کے ممبران کو جج و چیف جسٹس کے عہدہ پر مقرر کرنے کا فقرہ ہائی کورٹ بل میں نہیں ہونا چاہئے۔ اور تقرریاں ان ہی اصحاب میں سے کی جائیں۔ جو کہ ہائی کورٹوں میں پریکٹس کر رہے ہیں۔

—— سٹیٹمین کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ شاہ امان اللہ افغانستان کا تخت دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ شاہ امان اللہ کا اثر اب قبائل پر نہیں رہا۔ سردار عنایت اللہ کی پوزیشن میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔ قندھار اور ہرات کے وہ قبائل جو پہلے امان اللہ کی حمایت کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اب اس کے خلاف ہو رہے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۱۳۔ فروری یورپ میں اس دفعہ اس قدر سردی پڑی ہے۔ کہ ایسی سردی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھی۔ جزائر برطانیہ کلاں میں برف باری بہت ہو رہی ہے۔ سردی کی وجہ سے بہت سی اموات ہو گئی ہیں۔ راستے رک گئے ہیں۔ اور آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ سمندر جم گئے ہیں۔ جو جہاز بندرگاہوں میں پہونچتے ہیں۔ وہ برف سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ رک گیا ہے۔

—— لنڈن ۱۴ فروری۔ ایک بیوہ نے ۲۔ لاکھ پونڈ اس غرض کے لئے وصیت کئے تھے کہ ان سے ایک جائے پناہ قائم کی جائے۔ جہاں حیوان اور پرندے انسان کی دست برد سے دور رہیں۔ ایک جج نے فیصلہ میں لکھا تھا۔ کہ یہ وصیت بہت عمدہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ حیوانوں کو ظلم و تشدد سے محفوظ رکھا جائے۔ لیکن آج عدالت مرافعہ نے جج کے فیصلہ کو الٹ دیا۔ اور فیصلہ کیا ہے۔ کہ چونکہ اس جائے پناہ میں حیوان اور پرندے ایک دوسرے کا شکار کریں گے اور انسانوں کو کوئی فائدہ نہ پہونچے گا۔ اس لئے یہ سکیم بنی نوع انسان پر کوئی اعلیٰ اثر نہیں ڈالتی۔

—— رگبی ۱۵ فروری۔ آج دارالعوام میں پوسٹ ماسٹر جنرل نے اعلان کیا۔ کہ ہندوستان میں ہوائی سلسلہ کے قیام کے نشان کے طور پر خاص قسم کے ٹکٹ یا خاص قسم کے ہوائی ڈاک کے لفافے جاری کئے جائیں گے۔

—— لنڈن ۱۳۔ فروری۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر اوڈیل نے اعلان کیا۔ کہ تبتی دلائی لامہ ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھنے کی کوشش کرنے کے خلاف ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اس سے پہاڑ کی دیوی ناراض ہو جائے گی۔ مگر پروفیسر کو یقین ہے۔ کہ وہ لاما کو رضامند کرے گا۔

—— لنڈن ۱۱ فروری۔ سر ہیکسی وال نیلیس نے ڈیلی میل میں ایک مضمون کے دوران میں لکھا ہے۔ کہ ترکی میں کمال پاشا نے تکیے اور خانقاہیں بند کر دی ہیں۔ تمام روضے جو اس وقت تک توہمات کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ حکماً بند کر دئے گئے ہیں۔ مسجدوں کی تعداد بھی کم کر دی گئی ہے۔ اور ۸۰ مسجدیں قابل فروخت قرار دی گئی ہیں اور جاہل ملانوں کے جو خیرات پر گذارہ کرتے تھے۔ وجود کو خلاف قانون قرار دیا ہے۔

—— لنڈن ۱۰۔ فروری۔ پارلیمنٹ کے آئندہ انتخابات عمومی کی خصوصیت یہ ہوگی۔ کہ اس میں رنگدار اقوام کے لوگ بھی امیدوار ہونگے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک ہندوستانی قوم پرور اور ایک افریقی حبشی کو دعوت دی جائے گی۔ کہ وہ امیدوار کھڑے ہوں۔

—— لنڈن ۱۴۔ فروری۔ جزائر برطانیہ میں آج شدید ترین سردی پھیل رہی ہے۔ مقیاس الحرارت کا پارہ کل سے بھی زیادہ نیچے گر گیا ہے۔ سب سے زیادہ سردی بیڈ فورڈ شائر کے مقام راس آن وائی میں ہے۔ جہاں پارہ درجہ حرارت صفر سے [illegible] درجہ گر گیا ہے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔